کس کیلئے اللہ ہی کافی ہے؟

اللہ عزوجل کیلئے اس کا محبوب ﷺ، رسول ﷺ کیلئے اللہ عزوجل
جبکہ امت کیلئے رسول، صحابہ، اہلبیت اور اولیاء کرام کے
قدموں کی خاک ہی کافی ہے
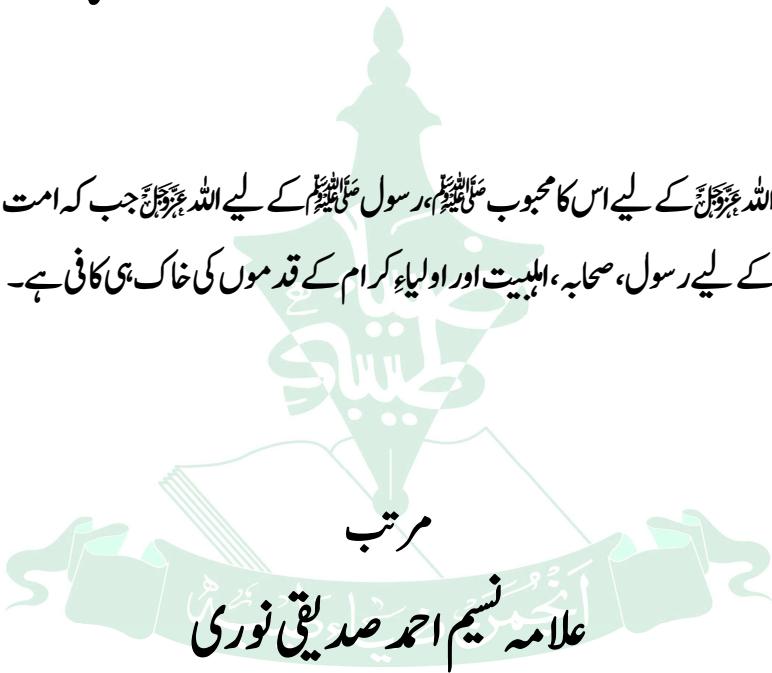
تحریر: مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاء طیبہ
مرکزی دفتر: JT-2/142، نزد بادامی مسجد،
گوگلی، میٹھادر، کراچی۔ فون: 2437879

کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟

اللہ عزوجل کے لیے اس کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ عزوجل جب کہ امت کے لیے رسول، صحابہ، اہلبیت اور اولیاءِ کرام کے قدموں کی خاک ہی کافی ہے۔

مرتب

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

مفت سلسلۂ اشاعت: 07

نام کتاب	:	"کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟"
مؤلف	:	حضرت مولانا نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	136 صفحات
تعداد	:	1000
سن اشاعت	:	ستمبر 2004ء

ناشر

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

انتساب

زیر نظر رسالہ ”کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟“ میں (سواد اعظم) اہلسنّت و جماعت کے مشاہیر علماء (پاک و ہند) کے عقائد و نظریات پیش کیے گئے ہیں، لہٰذا اس رسالہ کا اوّل انتساب درج ذیل علماء کے لیے ہے۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ☆ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ☆ علامہ عبدالعلی فرنگی محلی لکھنوی ☆ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ☆ شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی ☆ شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ☆ علامہ فضل حق چشتی خیر آبادی ☆ علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی لکھنوی ☆ علامہ شاہ محمد فضل رسول عثمانی بدایونی ☆ سید شاہ آل رسول مارہروی ☆ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری ☆ مفتی غلام دستگیر قصوری لاہوری ☆ علامہ عبدالقادر برکاتی بدایونی ☆ اعلیٰ حضرت مجدد برحق امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی ☆ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی ☆ شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ فاروقی حیدرآبادی ☆ مفتی عنایت احمد کاکوروی اور شہزادگان و خلفاءِ اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ اجمعین۔

نیز خصوصی انتساب

☆ شیخ العرب والعجم، قطب مدینہ، فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا محمد ضیاالدین قادری رضوی مدنی (جنت البقیع شریف) (خلیفۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)،

شیخ الاسلام والمسلمین، سند العلماء والکاملین حضرت علامہ مولانا محمد فضل الرحمن مدنی (جنت البقیع شریف) ابن قطب مدینہ و خلیفۂ مفتی اعظم)، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد لائل پوری، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، مصلح ملت حضرت علامہ مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین قادری، ممتاز المحدثین حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، خطیبِ پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی اور دیگر علماء و مشائخ اہلسنّت رحمہم اللہ اجمعین کے اسمائے مقدسہ سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تاکہ اللہ جل شانہٗ ان علماء و مشائخ کے وسیلۂ جلیلہ سے فقیر کی اس تالیف کو قبول فرما کر تادمِ مرگ مسلک امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محتاجِ دعا، خادم العلماء

احقر نسیم احمد صدیقی نوری غفرلہ

عرضِ ناشر

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ وفضلہٖ کہ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل و محدث و محقق بریلوی رضی اللہ عنہ کے فروغ و اشاعت کے لیے انجمن ضیائے طیبہ بے لوث خدمت انجام دے رہی ہے، مختلف کتب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ حجاج کرام کی خدمت اور "ضیائے قرآن" کے عنوان سے درس قرآن و حدیث کا ماہانہ اہتمام مسجد الف میں ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو بعد نماز عشاء ہوتا ہے، جس سے مقتدر علمائے اہلسنّت محققانہ و ناصحانہ خطابات کے ذریعے عقائد اہلسنّت کا تحفظ فرماتے ہیں۔ ضیائے قرآن کی دو نشستوں میں جماعت اہلسنّت کراچی کے نائب امیر مولانا نسیم احمد صدیقی نوری نے بعنوان "کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟" جو تقریر کی، زیر نظر کتاب دراصل اسی کا خلاصہ ہے۔ انجمن ضیائے طیبہ اسے شائع کر کے مفت تقسیم کا اہتمام کر رہی ہے۔ وقت کم ہونے کے باعث عجلت میں اس کتاب کی تیاری عمل میں آئی ہے، اگر سہو اور تسامح نظر آئے تو پیشگی معذرت چاہتے ہوئے ہم اپنے قارئین سے ملتمس ہیں کہ ادارے یا مؤلف کو ضرور اطلاع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اصلاح ہو جائے۔ قارئین سے التماس ہے کہ انجمن ضیائے طیبہ کے جملہ عہدے داران و کارکنان اور معاونین اور مؤلف کے حق میں استقامت دین کی دعا فرمائیں۔

فقط

ادارہ

قارئینِ محترم!

صدیوں سے علماءِ اسلام کے یہاں متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل اپنی جملہ مخلوقات کے لیے حاجت روا ہے، حقیقی مستعان اسی کی ذات ہے، وہ سب کا مددگار اور حامی وناصر ہے، اس کی رحمت ہر شئے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد، مخلوق کو اپنی رحمت سے فیضیاب کرنے کے لیے اسباب بھی تخلیق فرمائے۔ ان اسباب کو شریعت میں مختلف اصطلاحات سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسی کے تحت ایک ضابطہ اللہ تعالیٰ نے طے فرمایا کہ اس کا فیضان مخلوق کے لیے بلاواسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کی ذات غایتِ تجرد اور نہایتِ تقدس میں ہے اور عام مخلوق نقصان و تذلل کے مقام میں ہے، لہٰذا مخلوق براہ راست فیضیاب نہیں ہوسکتی، اسی لیے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے فضل و کرم کے فیض کے لیے انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین) کا انتخاب فرما کر ان کو فیض رساں کا درجہ دیا، یہ انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین) اپنی تخلیق کی خصوصیت کے باعث دو جہتوں کے حامل ہوتے ہیں، پہلی جہت "تقدس" کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے فیض لینے کے اہل ہوتے ہیں اور دوسری جہت "تعلق" کے اعتبار سے مخلوق میں شامل ہو کر فیض دینے کے بھی اہل ہوتے ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوانِ سالک میں ایک نعتیہ شعر کے ذریعے اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں،

اُدھر اللہ سے واصل، اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین کو اپنی صفات کا مظہر بنایا، نبیوں میں رسولوں کا درجہ صاحبِ شریعت ہونے کے اعتبار سے بلند رکھا ہر رسول اور ہر نبی، اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہو کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ جب تک ذات و صفاتِ الٰہی کے کامل مظہر ہو کر حضور پر نور خاتم النبین ﷺ تشریف نہیں لائے، اس وقت تک مسلسل یکے بعد دیگرے صرف صفاتِ الٰہی کے مظہر بن کر انبیاء کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہا۔ اور آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلسلۂ نبوت تمام ہوا۔ آپ ﷺ نہ صرف صفاتِ الٰہی کے مظہر ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات کے بھی مظہر کامل ہیں، آپ ﷺ ہی تخلیقِ کائنات کا سبب ہیں اس لیے آپ ﷺ ''خاتم النّبیّن'' بھی ہیں اور ''سیّد الاوّلین والآخرین'' کا اعزاز رکھنے کے باعث ''اوّل المرسلین'' بھی ہیں۔

تاجدارِ بریلی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس مفہوم کی یوں عکاسی کرتے ہیں:

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے محبوب بندوں میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام اجمعین کو بلند درجہ عطا فرمایا ہے اور مخلوق کی حاجت روائی کی قوت بھی عطا فرمائی ہے، اور انہی نبیوں کی امت میں شامل صلحا و اولیاء کو بھی تفاوتِ درجات کے اعتبار سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔

عزیز قارئین! ہم اس عنوان سے بات کر رہے ہیں، کہ "کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟" سطورِ مذکورہ میں عقیدۂ اسلامی کے بنیادی اصول آپ نے ملاحظہ کیے، جس سے یہ واضح ہوا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے محبوبین و مقربین کو جو کچھ قوت و استعداد عطا فرمانا چاہے، عطا فرماتا ہے، اور عطائی قوتوں کو تسلیم کر لینے سے شرک نہیں ہوتا۔ نہایت عجیب بات ہے کہ صدیوں سے متفقہ عقائدِ اسلامیہ پر مختلف جانب سے ضربیں لگائی جا رہی ہیں.....ہائے افسوس.....کہ یہود و نصاریٰ اور کفار و ملحدین ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی صفوں میں شامل منافقین انتشار پیدا کرنے میں پیش پیش ہیں، ابھی دو چار سالوں سے اسلامی معاشرے میں ایک بازگشت سنائی دے رہی ہے، کہ "میرے لیے اللہ ہی کافی ہے"۔ اس کا پرچار کیا جا رہا ہے.....اسٹیکرز چھاپ کر چسپاں کیے جا رہے ہیں۔ اور اس جملے کا ماخذ قرآن مجید قرار دیا جاتا ہے۔ واحد متکلم کی ضمیر یعنی "میرے لیے" کے مفہوم سے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ہر کس و ناکس.....ہر گناہگار و نیکوکار.....سب کے لیے متذکرہ جملہ کی ادائیگی ٹھیک ہے۔ جب کہ صحابۂ کرام سے لے کر تا حال علماء و مشائخ کے نزدیک یہ خیال درست نہیں۔ اُن بدعقیدہ حضرات کے نزدیک کل عالمِ اسلام شرک کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہ منافقین مسلمانوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ ان کے فاسد خیال میں ....

جو یہ کہے!

"میرے لیے میرا استادِ شریعت کافی ہے" (معاذ اللہ) مشرک ہے۔

"میرے لیے میرا شیخ طریقت کافی ہے" (معاذ اللہ) مشرک ہے۔

"میرے لیے والدین کی کفالت کافی ہے" (معاذ اللہ) مشرک ہے۔

"میرے لیے اولاد کی سرپرستی کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے فلاں آفیسر کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے منسٹر کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے پرائم منسٹر کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے صدر مملکت کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے غوث کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے داتا کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے خواجہ کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔
"میرے لیے رسول کافی ہے" (معاذاللہ) مشرک ہے۔

اور

صدر مملکت یہ کہے کہ پاکستان کے لیے اسلامی ممالک کی دوستی کافی ہے
کہ پاکستان کے لیے چین و امریکہ کا تعلق کافی ہے
معاذاللہ.......... ثم......... معاذاللہ

ان منافقین و مفسدین کا یہ خیال و عقیدہ کس قدر باطل ہے کہ اس کی زد میں ہر مسلمان آجاتا ہے۔

ضرورت محسوس کی گئی کہ اپنے سادہ لوح سُنّی عوام کو مفسدین کی بد عقیدگی سے بچایا جائے اور منافقین کی بدنیتی کو واضح کیا جائے کہ.....

"کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟"

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہر معاملہ میں اور ہر محاذ پر اپنے محبوب ﷺ کا حافظ وناصر ہے، جس کا سہارا خود اللہ تعالیٰ ہو، جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی نگاہِ قدرت میں ہر وقت رہتا ہو جس پر ہر وقت رحمت و محبت الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہو (حدیث معراج کے مطابق) جس کی ذات اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے قبلہ ہو تو یقیناً اتنے عزت وکرامت کا شرف رکھنے والے کے لیے کسی دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر قسم کی احتیاج کے معاملے میں دوسروں سے بے نیاز و مستغنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا حاجت روا ہے، اُسی سید المعصومین کو زیبا ہے کہ وہ اعلان کرے "میرے لیے میرا اللہ ہی کافی ہے"۔

اور جو معصوم تو کجا خطا سے بھی مُبرا نہیں، ہم جو طرح طرح کے گناہوں سے اپنے جسم وروح کو آلودہ کر کے رحمت و محبت الٰہی سے دور ہوتے جارہے ہیں اگر ابر رحمت کا کوئی چھینٹا ہم پر برستا ہے تو وہ بھی صدقہ ہے، میرے آقا حضور سید عالم ﷺ کا۔ ہم تاکیدی کلمہ اور واحد متکلم کے صیغے سے نہیں کہہ سکتے کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے یعنی "ہی" کا استعمال اور "میرے لیے" کا استعمال .....اس لیے کہ ہم براہ راست اللہ کی معرفت نہیں رکھتے۔ عرفانِ خداوندی کی دلیل اور راستہ حضور سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہی کہنا مناسب ہے کہ "اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی ہمارے لیے کافی ہیں" اور اگر

محض اتنا ہی کہا جائے کہ "میرے لیے اللہ کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کافی ہے" تو یہ بھی عین شریعت کے مطابق ہو گا۔ جو اس پر اعتراض رکھتے ہیں وہ علم الکلام و عقائد سے آگاہ نہیں۔ مسلمان اللہ رب العزت ہی کو حقیقی مستعان جانتا ہے، لیکن اس کے بنائے ہوئے نظم کائنات کے تحت اسباب پر بھی یقین رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عام محاورہ میں موسم کے تغیرات کو بھی بیماریوں کا سبب اور اچھے معالج کو شفاء کا سبب سمجھتے ہیں۔ بارش کو سبزہ و ہریالی کا اور حاکم کو مشکل کشائی کا سبب جانتے ہیں، لیکن مسبّب حقیقی اللہ ربّ العالمین جل مجدہٗ ہی کی ذات کو جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مُراد کس آیت خبر کی ہے
بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
تیری قضا خلیفۂ احکام ذوالجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے
مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا نَہَر کی ہے

کسی سلطنت کے بادشاہ کے نزدیک وزیر اعظم کا مقام اور عوام کا مقام جُدا جُدا ہوتا ہے۔ سربراہ مملکت کھلی کچہری لگائے عام اعلان کرے کہ آؤ میرے پاس تو پھر بھی ہم کوئی نہ کوئی سفارش تلاش کرتے ہیں، اسی پر قیاس کریں تو معالج (ڈاکٹر) کی مثال سامنے رکھیں کہ وہ دواخانہ عام کھول کر بیٹھا ہے لیکن پھر بھی

اپنی تسلی کے لیے ڈاکٹر تک رسائی رکھنے والے کسی واقف کار کا سہارا لیتے ہیں، کوئی ٹھیکیدار (سول انجینئر) مکان سب کے لیے بناتا ہے مگر ہم اس کے لیے بھی سفارش تلاش کرتے ہیں کہ وہ پوری ذمہ داری اور فنی توجہ سے تعمیر عمل میں لائے، حالانکہ ہم معمار کا فیض لینے کے لیے رقم دیتے ہیں۔ "اللہ اکبر" یہاں عام اعلان کہاں ..... یہاں تو "وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ" کے خصوصی لائسنس کے حصول کا حکم دیا جارہا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ○[1]

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔"

آیت مقدسہ میں وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے مقربین کی ذوات قدسیہ مراد ہے۔ منافقین کے فاسد عقائد کے نتیجے میں "قرآنی عقیدہ" ..... وسیلہ کا انکار ہو جاتا ہے، جس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر تا حال علماء و مشائخ عامل رہے ہیں۔ آیت وسیلہ کی تفسیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، "وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔"[2] پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، "ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اُس کا قُرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ اور مُرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دے۔ اور دل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے، اس کے وسیلے ہونے میں کون شُبہ کر سکتا ہے۔ کاملینِ اُمت نے ایسے مُرشد کی تلاش میں سینکڑوں اور ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے۔ اور ان کی راہ نمائی اور دستگیری سے

1۔ پ٦ المائدہ ٣٥۔
2۔ القول الجمیل، صفحہ ٣٤۔

آسمان معرفت و حکمت پر مہر وماہ بن کر چمکے ہیں۔"[1] مفتی شفیع دیوبندی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے۔ وہ انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا وسیلہ ہیں۔ اس میں جس طرح ایمان اور عمل صالح داخل ہیں۔ اِسی طرح انبیاء و صالحین کی صحبت و محبت بھی داخل ہے۔ کہ وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہے۔ اسی لیے ان کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دُعا کرنا بھی دُرست ہوا۔[2] وسیلہ کے حوالے سے یہ آیت مقدسہ غلامان مصطفی کی مغفرت کے لیے کفایت کرتی ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَا سْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ (اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول (ﷺ) شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[3] اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت تحریر کی ہے کہ "رسول اکرم ﷺ کے وصال اقدس کے تین دن بعد ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ وصال فرما گئے تو زار و قطار رونے لگا اور اس نے کہا مجھے آپ کے مزار شریف پر لے چلو، جب وہ روضۂ اقدس پر پہنچا تو قبر انور پر گر گیا اور خاکِ مقدس اپنے سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا، جو آپ نے اپنے رب سے لیا وہ ہمیں دیا اس میں یہ آیت بھی ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا..... الخ، اس اعرابی

1۔ ضیاء القرآن، جلد ا، صفحہ ۴۶۶۔

2۔ معارف القرآن، جلد ۳، صفحہ ۱۲۸۔

3۔ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴۔

نے بار بار اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ظلم کیے ہیں، اب آپ کی بار گاہ میں حاضر ہو کر اعتراف کر رہا ہوں، اے سراپا شفقت و رحمت! میری مغفرت کے لیے دعا فرمایئے۔ تو قبر انور سے آواز آئی "فنودی من القبر انہٗ قد غفرلك" یعنی "تحقیق تجھے بخش دیا گیا۔"[1] پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اپنے غلاموں کے لیے کافی رہے اور آج بھی کل عالم اسلام کے لیے کافی ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ پر مسلمانوں کا یقین ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں تکوینی امور کی تکمیل کے لیے عظیم الشان دربار سجائے رونق افروز ہیں۔ متعدد احادیث اس پر شاہد ہیں کہ آپ اپنے روضۂ اقدس میں زندہ رونق افروز ہیں اور تمام امتیوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں، اعمال حسن پر خوش ہوتے ہیں اور سیئات پر رنجیدہ ہو کر مسلمان امتی کی بخشش کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بار گاہ عظمت پناہ میں سفارش فرماتے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے جملہ معاملات میں اپنے کریم آقا ﷺ کو کافی سمجھتے ہیں، متعدد غزوات میں زخمی صحابہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے زخم دکھا کر شفاء طلب کی۔ طوالت سے بچنے کے لیے محض یہ اشارات کافی ہونگے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ (جو تیر لگنے سے باہر نکل آئی تھی) حضرت سلمہ الاکوع رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی پنڈلی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے بخار، سینہ کی گرانی اور آشوبِ چشم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رجوع کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ رحمت و رأفت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے لعابِ دہن

1۔ تفسیر نسفی جلد ۱، صفحہ ۲۳۴، تفسیر در منثور، تفسیر روح المعانی، تفسیر نعیمی وغیرہ، اسی واقعہ کو مفتی شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں نقل کیا ہے۔

سے علاج تجویز فرماتے ہیں۔ راقم الحروف نے جب یہ ایسے معجز نما واقعات اپنے ایک نعت گو دوست خالد عرفان کو سُنائے تو انہوں نے بہت خوبصورت قطعہ تخلیق کیا، جو قارئین کے ذوق مطالعہ کے لیے نذر ہے۔

انسانیت کو ان ﷺ سے ملا نسخۂ شفاء
تریاق کے عجیب خزانے بدن میں تھے
کیمسٹری کی تجربہ گاہوں میں بھی نہیں
اجزائے کیمیاء جو لعابِ دہن میں تھے

ہر زمانہ میں متعدد بیماریاں اور ان کے متعدد طریقۂ علاج رائج رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں ہر بیمار کا ایک ہی علاج یعنی لعابِ دہن کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ آپ کی ذات اقدس سراپا ہر ایک کے لیے کافی .....کافی.....کافی اور وافی و شافی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ آپ کے تبرکات و آثار کو بھی اپنے لیے کافی سمجھا کرتے، آپ ﷺ کی دستارِ مبارک، ردائے مبارک، عمامہ مبارک، ناخن مبارک، موئے مبارک، جبہ مبارک، اور نعلین مبارک وغیرہا کو دنیا و مافیہا اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارا رکھتے اور بیماروں کا ان آثار کے ذریعے علاج کیا کرتے، بعض اصحاب نے عطر کے لیے آپ کے پسینہ مبارک کو بھی محفوظ کیا[1] اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب، کل عالم

1۔ حوالہ کے لیے: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۹: مسلم شریف، جلد ۲، صفحہ ۲۵۶: شرح بخاری، لابن بطال جلد ۹، صفحہ ۱۴۸، : فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰، صفحہ ۳۶۴ : مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۹۱: عمدۃ القاری شرح بخاری، جلد ۳، صفحہ ۳۷، حجۃ اللہ العالمین، صفحہ ۲۸۶: المستدرک جلد ۳، صفحہ ۲۹۹، : معارج النبوت، جلد ۳، صفحہ ۴۷۰: الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۷۱: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، صفحہ ۶۳۸۔

کے مطلوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام جہانوں کے لیے رحمت فرمایا تو کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے — تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے
معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو! — کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے
ما و شما تو کیا کہ خلیل جلیل کو — کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے
مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

سرورِ کائنات، فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیمات کی ذات اقدس نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا یہی وجہ ہے کہ متعدد انبیاء کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی کہ "اگر میرا محبوب نہ ہوتا نہ تم نبی ہوتے بلکہ تمہارا وجود بھی نہ ہوتا" بنی اسرائیل کے ایک انتہائی گناہگار شخص کو مرنے کے بعد لوگوں نے تدفین کے بغیر کوڑے کرکٹ پر ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کی تجہیز و تکفین کریں اور اس حکم کی وجہ بیان فرمائی کہ "یہ شخص واقعی بہت گناہگار تھا، کوئی کارِ خیر نہیں کیا لیکن ایک مرتبہ توریت شریف میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک کو دیکھ کر بوسہ دیا تھا، بس اسی عمل پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرمایا"[1] اس حوالے سے معلوم ہوا کہ آقائے دو جہاں علیہ

1۔ القول البدیع صفحہ ۱۸: سیرتِ حلبیہ، جلد ۱، صفحہ ۸۰: حلیۃ الاولیاء، جلد ۴، صفحہ ۴۲: مثنوی مولانا روم، دفتر اول، صفحہ ۲۲۔۲۳۔

الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک ہی دنیا و آخرت کے سنوارنے کے لیے کافی ہے، خود سرکار مدنی تاجدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس شہر مدینہ منورہ کی خاک کو امراض میں شفاء کے لیے کافی قرار دیا۔ آپ ﷺ کے اسم مبارک کی برکتیں حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل ہوئیں۔ "حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ عزوجل! میں تیرے محبوب محمد ﷺ کے وسیلے سے مغفرت چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں محمد ﷺ کا عرفان کیسے ہوا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کیا میں نے اپنی تخلیق کے بعد یہ نام عرش پر لکھا ہوا دیکھا اور حور و غلمانِ جنت کی آنکھوں میں لکھا دیکھا تو میں جان گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ارفع اور محبوب ہستی کوئی نہیں کہ جن کا نام نامی اسم گرامی، اے اللہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں تیری اولاد میں سے ہیں اور اگر ان کو پیدا نہیں کرتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا اور اے آدم! تو نے میرے محبوب ﷺ کا وسیلہ دیا اس لیے میں نے تمہاری دعا قبول کی۔"[1] ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک نابینا صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنی آنکھوں کے ٹھیک ہونے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا: "تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ اس کام کو مؤخر کر دو اور اگر چاہو تو میں دعا کروں۔" اس نے عرض کیا کہ "آپ دعا کر دیجیے۔" آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر میرے وسیلے سے دعا کرو" اور دعا کے کلمات درج ذیل تعلیم فرمائے،

1۔ المستدرک جلد دوم صفحہ ۶۱۵: بیہقی شریف، جلد ۵، صفحہ ۴۸۹: مولوی زکریا کاندھلوی اور رائے ونڈی نے تبلیغی نصاب میں فضائل ذکر صفحہ ۱۱۴ پر اس کو نقل کیا۔

”اللھم انی اسئلك و اتوجہ الیك بمحمد نبی الرحمۃ یامحمد انی قد توجھت بك الٰی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللّٰھم فشفّعہ فی۔“[1]

ترجمہ: ”اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔“

(نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ بد عقیدہ مفسدین جو حبیب خدا ﷺ کی شان و عظمت کو قصداً و عمداً کم کرنے کی مکروہ و ناپاک جسارت کرتے رہے ہیں اور اللہ کے ساتھ اس کے حبیب ﷺ کے ذکر کو گوارا نہیں کرتے، ایسے کم نصیب مرتبین وناشرین نے ترمذی شریف کے نسخہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ندائیہ خطاب نکال دیا ہے۔)

ہمارے پیش نظر احادیث نبویہ کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، ایمان کی حرارت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے پڑھنے والوں کے ذوق ایمان اور عشق و محبت رسول ﷺ کو مزید جلاء دیں لیکن یہ مختصر تالیف اس کی متحمل نہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے کافی ہونے کے اعتبار سے درج ذیل حدیث بغور ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک بار عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمائیے کس قدر پڑھا کروں فرمایا جتنا تیرا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا، کیا وقت کا چوتھائی حصہ، فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی،

1۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۹ جامع ترمذی مصنف ابن ابی شیبہ؛ طبرانی وغیرہ۔

فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے پس میں نے کہا: "اجعل صلوتی کلھا قال اذتکفی ھمك ویغفرلك ذنبك" یعنی "میں سارا وقت درود ہی پڑھتا رہوں گا" تو آپ نے فرمایا: "تو تیرے سارے رنج والم دور کرنے کے لیے یہ کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔"[1]

قبولیت دعا کے لیے درود شریف کے وسیلے اور کافی ہونے پر بھی متعدد روایات موجود ہیں ان میں دو روایتیں مشہور ہیں، ایک حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے، "کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہرادی جاتی ہے..... دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں ..... دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہوتا ہے..... بارگاہ الٰہی میں مستجاب ہوتی تاوقت کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر درود نہ بھیجا جائے۔"[2]

ایک اور حدیث میں ایک نمازی کی نماز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناکافی قرار دیا اور قبولیت نماز کے لیے درود شریف کو لازم اور کافی قرار دیا، اس مضمون کی تین حدیثیں، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت فضالہ بن عبید، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہیں، نمازی کے نماز پڑھنے پر اور دعا اس طرح کرنے پر (اللھم اغفر لی وارحمنی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریب بلایا اور فرمایا: "تو نے نماز میں جلدی کی اللہ کی حمد و ثنا کے بعد مجھ پر درود پڑھو اور پھر دعا کرو" ایک اور شخص اسی مجلس میں اور اس نے حضور کی

1۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۶؛ راواۃ الترمذی؛ مسند امام احمد؛ مصنف ابن ابی شیبہ؛ القول البدیع صفحہ ۱۱۹؛ الزواجر، صفحہ ۱۱۷۔

2۔ ترمذی جلد اول، صفحہ ۲۲۲؛ شفاء جلد دوم صفحہ ۸۹؛ القول البدیع، صفحہ ۲۲۳؛ جلاء الافہام، صفحہ ۶۰۔

تعلیم کے مطابق نماز ادا کی تو آپ نے فرمایا: "ایھا المصلّی ادع تجب" یعنی "اے نمازی مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی"، "سل تعطی" یعنی "اب جو چاہو مانگو ملے گا"[1] سطور بالا میں مضامین احادیث قارئین کے ذوق مطالعہ کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ یقیناً ایمانی استقامت میں اضافہ کے علاوہ مذہب مہذب اہلسنّت وجماعت کی حقّانیت کو ثابت کرتے ہیں۔ اگر مقربین وصالحین کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اعمال کے لیے بطور وسیلہ کافی نہ سمجھا جائے تو دین مصطفی فطرت سے بعید ہو جائے گا لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اپنی حاجتوں کے حجم کی کیفیت کے مطابق حاجت روا کا وسیلہ پکڑا جائے۔ اس امر میں حاجت روا کی شان وعظمت کے دائرے کی وسعت کو بھی مد نظر رکھا جائے مثلاً بعض حاجات میں اپنے وطن عزیز پاکستان کے عظیم اولیائے کرام رحمہم اللہ کو کافی سمجھا جائے تو دیگر حاجات میں سفر اختیار کر کے کبھی دمشق، کبھی نجف اشرف، کبھی کربلائے معلی تو کبھی بغداد شریف اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مدینہ منورہ کی حاضری کافی سمجھی جائے۔

قارئین محترم! مفسدین کے پیش کردہ اسٹیکر کا جملہ قرآن مجید کے پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹ کے درمیان سے لیا گیا ہے۔ آیتِ کریمہ کا ابتدائی مضمون اور مابعد کا مضمون چھوڑ کر صرف "حَسْبِیَ اللّٰہُ" کے ترجمے کا پرچار کرنا، بد نیتی نہیں تو اور کیا ہے؟ مضمون کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ دونوں آیت کا ترجمہ اور مفہوم سمجھ لیا جائے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

1۔ ترمذی باب ماذکر فی الثناء علی اللہ والصلوٰۃ علی النبی ﷺ قبل الدعاء، جلد اول، صفحہ ۲۴۶؛ مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷ ابوداؤد والنسائی۔

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○[1]

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان، پھر اگر وہ منھ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔[2]

یہ دونوں آیتیں سورۂ توبہ کی آخری آیات ہیں، سورۂ توبہ منافقین کے ردّ میں نازل ہوئی ہے۔ ان آیتوں میں بھی منافقین کا ردّ ہے۔ جو رسول اکرم ﷺ کی پاکیزہ مجالس سے دور بھاگتے تھے۔ ان آیات میں اللہ ربّ العٰلمین ارشاد فرمارہا ہے کہ جو آپ کی شان و عظمت کی قدر نہیں کرتے آپ ان کی پرواہ نہ کریں، ہم نے تو آپ کو تمام مسلمانوں کے لیے کمال درجہ مہربان بنا کر بھیجا ہے اس کے باوجود اگر کوئی آپ سے منہ پھیرے اور روگردانی کرے تو آپ کا کوئی نقصان نہیں، آپ نے تو حق تبلیغ ادا کر دیا کیونکہ آپ کا بھروسہ مجھ پر ہے اور میں آپ کا نگہبان و محافظ ہوں اس لیے آپ اعلان کر دیں، "میرے لیے میرا اللہ ہی کافی ہے"۔

قارئین محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے؟ یہ اعلان کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے کسے دیا؟ یہ اعلان نبی آخرُ الزماں فرمارہے ہیں..... یہ اعلان اُمتی کا نہیں ہے۔ تاہم اس تحریر کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے کافی نہیں..... واللہ ..... باللہ ..... مسلک حق اہلسنّت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ سب کے لیے کارساز ہے..... مدد گار ہے..... کافی ہے..... لیکن مخلوق کا یہ کہنا اپنی شان (یعنی

1۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹۔

2۔ کنزالایمان۔

اللہ سے قریب ہونا) کے مطابق ہونا چاہیے، بقول امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کہ:

"میں خدائے ذوالجلال کو اس لیے اپنا رب مانتا ہوں کہ وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ ہے۔"

متذکرہ آیات منافقین کے رد میں ہیں لہٰذا مسلمانوں کے حق میں ان سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ علماءِ تفاسیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کفار و مشرکین و منافقین کے حق میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا شیوہ ہے۔ اس حوالے سے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت بھی منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس کے مقبول بندوں کے دروازے پر ملتی ہیں۔ اگر بد عقیدہ افراد کا خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو مصیبتوں میں حاکم، بیماریوں میں حکیم، تشنگی میں ذخیرۂ آب اور بھوک کی حالت میں دستر خوان تک جانا بھی ناجائز قرار پائے گا۔ آیئے اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات و کائنات کو کیوں پیدا کیا؟

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ "کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لأعرف۔"

ترجمہ: "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے پہچان کے واسطے مخلوق کو پیدا کیا"[1]

1۔ روح المعانی، جزء ۲۷، جلد ۱۴، صفحہ ۲۲..... تفسیر ابی السعود جلد ۲، صفحہ ۱۳۰..... فتوحاتِ مکیہ، باب ۱۹۸، صفحہ ۴۳۔

یہی حدیث قدسی کلمات کے معمولی فرق کے ساتھ چار دیگر طریق سے بھی ملتی ہے۔

۲۔ ”کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت ھٰذا الخلق لیعرفونی فیعرفونی۔“

ترجمہ: میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے و میں نے اس مخلوق کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھے پہچانے پس اس نے مجھے پہچانا۔ [1]

۳۔ ”کنت کنزا لا أعرف فخلق خلقا فعرفتھم بی فعرفونی۔“

ترجمہ: میں خزانہ تھا مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا، پس مخلوق کو پیدا کیا تو میں نے اپنی پہچان ان کو کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ [2]

۴: ”کنت کنزا لم اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق وتعرفت الیھم فعرفونی۔“

ترجمہ: میں خزانہ تھا مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا میں نے پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا پس میں نے انہیں اپنی پہچان کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ [3]

۵۔ ”کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت خلقًا فیعرفونی۔“

ترجمہ: میں پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا سو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ [4]

1۔ روح المعانی، جزء۲۷، جلد ۱۴، صفحہ ۲۵ بحوالہ انوار السنیہ، سید نورالدّین سمہودی۔
2۔ کشف الخفاء، جلد دوم، صفحہ ۱۷۳۔
3۔ فتوحاتِ مکیہ، باب ۱۹۸، صفحہ ۴۳۔
4۔ کشف الخفاء، جلد دوم، صفحہ ۱۷۳۔

امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی صوفیا کے کلام میں متفرق بیس ۲۰/ اقوال کے ساتھ منقول ہے، اور انہوں نے اس پر اعتماد کیا ہے اور کئی اصول وضع کئے ہیں۔[1]

شیخ محمد واعظ الرہاوی "جامع المعجزات" میں تفصیل سے کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لیے اپنے محبوب کے نور کو اپنی تجلی سے تخلیق فرمایا۔" اس کی تائید مشہور حدیثِ جابر سے ہوتی ہے جسے مصنف عبد الرزاق میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، حدیث کے ابتدائی کلمات یہ ہیں:

"یا جابر انّ اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیّك من نورہ۔"

ترجمہ: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تحقیق تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے تخلیق کیا۔[2]

یہ حدیث بہت مفصل ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس سے بتدریج، عرش و کرسی، لوح و قلم اور بہشتِ بریں سے لے کر آسمان و زمین اور مافیہا تک کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔...ایک اور حدیث اس طرح ہے،

"اوّل ما خلق اللہ نوری و کل الخلائق من نوری و انا من نور اللہ۔"

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو تخلیق فرمایا اور تمام مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا اور میں اللہ کے نور سے ہوں[3]

1۔ کشف الخفاء، جلد دوم، صفحہ ۱۷۳۔

2۔ مواہب الدنیہ، زرقانی علی المواہب، الحدیقۃ النّدیہ۔

3۔ مدارج النبوت۔

تخلیق اول سے متعلق مضامین کی تائید میں اور بھی احادیث ملتی ہیں۔

"کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث۔"

ترجمہ: لوگوں میں با اعتبار تخلیق میں پہلے ہوں اور با اعتبار بعثت آخر میں ہوں۔[1]

"کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔"

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا آدم جسم وروح کے درمیان تھے۔[2]

"انی عنداللہ فی اول الکتب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ۔"

ترجمہ: بے شک میں اللہ کے نزدیک پہلی کتاب میں آخری نبی لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔[3]

بعض احادیث میں "بین الماء والطین" (یعنی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے) کے کلمات بھی ملتے ہیں، اور بعض احادیث میں آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس قبل اور جبرائیل امین علیہ السلام کی تخلیق سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تخلیق کا پتہ چلتا ہے۔

من جملہ ان احادیث کے مطالعے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے عرفان (پہچان) کے لیے اپنے نور کی تجلی سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق کیا اور مقصد تخلیق حاصل ہوا کہ نور مصطفوی

1۔ جامع الصغیر، جلد دوم، صفحہ ۴۰۰۔

2۔ حوالہ سابقہ، المستدرک جلد دوم، صفحہ ۶۰۹۔

3۔ المستدرک، جلد دوم، صفحہ ۶۰۰۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے خالق کو پہچانا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اول عابد و ساجد اور عبد خاص کا اعزاز و اکرام حاصل کیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب سے اول، اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کیا جو ستر ہزار برس کے عرصے پر محیط تھا، اللہ تعالیٰ عزوجل کے حکم پر سر اٹھایا تو اس نے اپنے محبوب پر نظر محبت فرمائی گویا محبوب کے اندازِ عرفان کو پسند فرمایا، جس پر محبوب کے نور نے بطور شکرانہ دوسرا سجدہ کیا یہ بھی ستر ہزار برس کے عرصے پر محیط تھا پھر اللہ کے حکم سے سر اٹھایا پھر اللہ نے نظر محبت فرمائی پھر محبوب شکرانہ کے طور پر سجدہ میں چلے گئے، سجدوں کا یہ عمل پانچ مرتبہ ہوا، پانچویں سجدے کے بعد خالقِ مصطفی نے جو نظر محبت کی تو محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس محبت کی تاب نہ لاسکے اور شرما گئے جس کے نتیجے میں نورِ مصطفی پسینہ پسینہ ہوا (قارئین پر واضح ہو کہ تخلیق کائنات کے عمل کی عکاسی لفظوں میں کرنا ممکن ہی نہیں آئندہ کے مضمون میں راقم الحروف نے اپنے پڑھنے والوں کو سمجھانے کے لیے اپنے شکستہ الفاظ کا سہارا لیا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے انوار محبوب کے پسینے جمع فرمائے، محبوب نے عرض کیا: ”اے میرے خالق! اس پسینے کا کیا کرنا ہے؟“ فرمایا: ”اس پسینے سے کچھ مزید تخلیق کرنا ہے“، عرض کیا: ”کیا اپنی پہچان کے لیے ایسے ہی کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے جیسے اپنی معرفت کے لیے مجھے پیدا کیا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں، بلکہ اب تیری پہچان کے لیے پیدا کرنا چاہتا ہوں، جس طرح تو میرا عارف ہے کہ میری پہچان کے لیے پیدا ہوا، ایسے ہی اب میں تیرے عارفوں کو پیدا کرنا چاہتا ہوں جو تجھے پہچانیں۔ تو میری بندگی کے لیے کافی اور میں تیرے لیے کافی اور تیری ذات میری ذات کا مظہر ہو کر سب کے لیے کافی قرار پا جائے، اے محبوب!

بس تجھے میں (تیرا خدا) ہی کافی ہوں، میری ذات تیری روح اور حقیقت کا قبلہ اور میرا قبلہ تیری ذات ہے، تو میری جملہ صفات اور ذات کا مظہر ہے لہٰذا میری صمدیت کا بھی مظہر ہے اس لیے اپنی شانِ بے نیازی سے اظہار کر دے کہ تیرے لیے تیرا اللہ ہی کافی ہے، اس لیے کہ میرے سوا کسی کا نام تو جانتا ہی نہیں اپنی تخلیق کے بعد تو نے مجھے اللہ کہا تو میں بہ اعتبار عرفان اور بہ اعتبار اسم اللہ ہوا یہ میرا "اسم ذات" قرار پایا، تو تیرے عرفان کے باعث ایسا ہوا، اور تیری زبان سے یہ اسم ادا ہوا۔ میں نے تجھے اپنا نام پکارتے سنا اور دیکھا بس تو ہی میرا عارف و عابد و ساجد..... تُو میرے لیے اور میں صرف تیرے لیے.....اور سب کچھ این و آں، چنین و چناں تیرے لیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں۔

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

۞ ..... ۞ ..... ۞

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بَنا تم بِنا تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِمْ ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروڑوں درود
تم نے برنگ فلق جیب جہاں کر کے شق
نور کا تڑکا کیا تم پہ کروڑوں درود
خلق تمہاری جمیل، خُلق تمہارا جلیل
خَلق تمہاری گدا، تم پہ کروڑوں درود[1]

قرآنِ مجید کی سورۂ توبہ کی آیت ۱۲۹ میں "حسبی اللہ" (میرے لیے اللہ ہی کافی ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہے کہ وہ اعلان کریں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے کلام میں نبی کریم ﷺ کو خطاب کے مختلف انداز ہیں۔ یا ایھا النبی.....یاایھا الرسول.....یا ایھا المزمل.....یا ایھا المدثر.....الم تر .....ارأیت.....اذ.....قل.....وغیرہا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو خطاب کر کے اسی ذریعے سے اپنی الوہیت کا اعلان کروایا، سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) اس پر شاہد ہے۔ قرآن مجید میں کلمۂ "قل" تین سو بتیس (۳۳۲) مقام پر آیا ہے۔ زیرِ نظر عنوان کے تحت جب ہم "حسبی اللہ" پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے اگر کئی افراد یہی مفہوم ادا کرنا چاہیں تو "حسبنا اللہ" جمع متکلم کے صیغہ کے ساتھ بولنا ہو گا، جس کا معنٰی "ہمارے لیے اللہ کافی ہے" ہو گا۔ یہ کلمہ "حَسَبَ" (مصدر) سے بنا ہے۔ جس کے معنٰی ہیں، کافی ہونا اور کفایت کرنا۔ اسی مصدر سے "الحسیب" بہ معنٰی فاعل اللہ تعالیٰ کا اسم شریف ہے۔ اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے "ھو الکافی" بھی کہا

1۔ حدائق بخشش۔

جاتا ہے۔ عربی لغت میں اس کا استعمال محاورات میں یوں ہے "حَسْبُكَ دِرْهَمٌ أي كَفَاكَ" (تم کو ایک درہم کافی ہے)۔ "زيد صديقي فحسبي او فحسب" (زید میرا دوست مجھے کافی ہے اور دوسروں سے بے نیاز کرتا ہے)[1] علامہ ابن منظور افریقی (ماہر لغت عرب) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لسان العرب میں اسی کلمہ کی وضاحت کے لیے "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ"[2] اور دیگر ایسی آیات کا حوالہ بھی دیا ہے جن میں یہی کلمہ مستعمل ہے۔ اسی کلمہ سے حساب و احتساب بھی مشتق ہے۔ مجموعی طور پر قرآنِ مجید میں بہ معنیٰ کفایت گیارہ مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ان آیات کے متن کو چھوڑ کر بالترتیب، پاروں اور سورتوں اور آیات کے حوالے کے ساتھ مختصر ترجمہ درجِ ذیل ہے۔

- "تو ایسے کو دوزخ کافی ہے۔"[3]
- "اللہ ہم کو بس (کافی) ہے۔"[4]
- "ہمیں وہ بہت (کافی) ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔"[5]
- "بیشک اللہ تمہیں کافی ہے۔"[6]
- "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے۔"[7]

1۔ لسان العرب، المنجد، مختار الصحاح۔

2۔ سورۃ الانفال کی آیت ۶۴۔

3۔ پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۶۔

4۔ پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۷۳۔

5۔ پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۰۴۔

6۔ پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲۔

7۔ پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴۔

- ”اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔“[1]
- ”اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں کافی ہے۔“[2]
- ”محبوب تم فرماؤ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔“[3]
- ”محبوب تم فرماؤ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔“[4]
- ”انہیں جہنم بس (کافی) ہے۔“[5]
- ”جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔“[6]

مندرجہ بالا قرآنی آیات سے ”حَسَبَ“ بہ معنیٰ کفایت کی اچھی طرح وضاحت ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں ”کفیٰ“ بہ معنیٰ کفایت قرآن مجید میں ۳۳ مقامات پر آیا ہے، جس کی مثالیں درجِ ذیل ہیں۔

کفیٰ (بمعنیٰ کفایت) کی مثالیں قرآن مجید سے

آیت نمبر ا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○[7]

1۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۵۹۔
2۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۶۸۔
3۔ پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹۔
4۔ پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸۔
5۔ پارہ ۲۸، المجادلہ، آیت ۸۔
6۔ پارہ ۲۸، الطلاق، آیت ۳۔
7۔ پارہ: ۱، سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۳۷۔

"پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ انکی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا۔ اور وہی ہے سنتا جانتا۔"[1]

آیت نمبر ۲ اور ۳:

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ○[2]

"اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر و سامان تھے تو اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کہا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔"[3]

آیت نمبر ۴:

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا○[4]

"پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کر دو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ "کافی" ہے حساب لینے کو۔"[5]

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ:۴، سورۃ آل عمران:۱۲۳۔۱۲۴۔

3۔ کنزالایمان۔

4۔ پارہ:۴، سورۃ النساء آیت:۶۔

5۔ کنزالایمان۔

آیت نمبر ۵:

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ۝[1]

"اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔"[2]

آیت نمبر ۶:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۝ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۝[3]

"کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر، دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ"[4]

آیت نمبر ۷:

اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ فَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِيۡمًا ۝ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيۡرًا ۝[5]

1۔ پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت:۴۵۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت: ۴۹۔۵۰۔

4۔ کنزالایمان۔

5۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۵۴۔۵۵۔

"یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے منہ پھیرا۔ اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ۔"[1]

آیت نمبر ۸:

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ○ ذٰلِکَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیۡمًا ○[2]

"اور جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔"[3]

آیت نمبر ۹۔۱۰:

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ وَاِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ فَمَالِ ہٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ حَدِیۡثًا ○ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ ؕ وَاَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ○ مَنۡ یُّطِعِ

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت: ۶۹۔۷۰۔

3۔ کنزالایمان۔

الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝[1]

"تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی، تم فرمادو سب اللہ کی طرف سے ہے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا، کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔ اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے، تو اے محبوب! تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو۔"[2]

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد کسی بھی چھوٹی بڑی، انفرادی یا اجتماعی پریشانیوں پر یہود اور منافقین انہیں آپ ﷺ کی طرف نسبت دیا کرتے تھے، مندرجہ بالا آیات میں اسی طرف اشارہ ہے۔)

1۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۷۸ تا ۸۱۔

2۔ کنزالایمان۔

آیت نمبر ۱۱:

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝[1]

"اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ اور اللہ کافی ہے کارساز۔"[2]

آیت نمبر ۱۲:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝[3]

"رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے، کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔"[4]

آیت نمبر ۱۳:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ

1۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۱۳۲۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ:۶، سورۃ النساء، آیت:۱۶۵۔۱۶۶۔

4۔ کنزالایمان۔

وَّاحِدٌ سُبۡحٰنَہٗۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ○[1]

"اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح۔ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو۔ اللہ تو ایک ہی ہے خدا ہے پاکی اسے اِس سے کہ اِس کے کوئی بچہ ہو۔ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی کارساز۔"[2]

آیت نمبر ۱۴:

فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اِنۡ کُنَّا عَنۡ عِبَادَتِکُمۡ لَغٰفِلِیۡنَ ○[3]

"تو اللہ گواہ کافی ہے، ہم میں اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی۔"[4]

(مندرجہ بالا آیت میں پتھروں اور لکڑیوں سے بنے ہوئے بتوں کے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جو وہ روز حشر اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنی پرستش کرنے والوں کے رد میں کریں گے۔)

1۔ پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۱۷۱۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ:۱۱، سورۃ یونس، آیت:۲۹۔

4۔ کنزالایمان۔

آیت نمبر ۱۵:

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ○[1]

"اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں، تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں، اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔"[2]

آیت نمبر ۱۶:

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ○[3]

"تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے۔ اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو۔"[4]

"مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق بنانے

1۔ پارہ:۱۳، سورۃ الرّعد، آیت:۴۳۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ:۱۴، سورۃ الحجر، آیت:۹۲۔۹۷۔

4۔ کنزالایمان۔

والے (۱) ولید بن مغیرہ (۲) عاص بن وائل (۳) عدی بن قیس (۴) اسود بن مطلب (۵) اسود بن عبد یغوث، افراد کو اللہ تعالیٰ نے شدید عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کیا، اس طرح اللہ کے وعدے کفایت کرنے کی تکمیل ہوئی۔"[1]

آیت نمبر ۱۷:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝[2]

"اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگادی اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھُلا ہوا پائے گا۔ فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (نامۂ اعمال) پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔"[3]

آیت نمبر ۱۸:

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝[4]

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں۔ اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں (قومیں) نوح

1۔ تفسیر رضوی، جلد ۳، صفحہ ۵۸۳۔

2۔ پارہ: ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۱۳۔۱۴۔

3۔ کنز الایمان۔

4۔ پارہ: ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۱۶۔۱۷۔

کے بعد ہلاک کر دیں اور تمہارا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر دار دیکھنے والا۔“[1]

آیت نمبر۱۹:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝[2]

”اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے، بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا۔ بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا۔ مگر تھوڑا۔ فرمایا دور ہو، تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک سب کا بدلہ جہنم ہے بھر پور سزا۔ اور ڈگا دے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ (فوج چڑھا) لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا۔ اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔“

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ:۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۶۱ تا ۶۵۔

آیت نمبر ۲۰:

وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ○ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ○ قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ○[1]

”اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔ تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے گواہ میرے تمہارے درمیان۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے۔“[2]

آیت نمبر ۲۱:

وَ نَضَعُ الۡمَوَازِیۡنَ الۡقِسۡطَ لِیَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا ؕ وَ اِنۡ كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ اَتَیۡنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰی بِنَا حٰسِبِیۡنَ ○[3]

”اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔“[4]

1۔ پارہ:۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت: ۹۴ تا ۹۶۔

2۔ کنز الایمان۔

3۔ پارہ:۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت: ۴۷۔

4۔ کنز الایمان۔

آیت نمبر ۲۲:

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا○ وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّنَصِیۡرًا○[1]

"اور رسول نے عرض کی اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا، اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنادیئے تھے مجرم لوگ، اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو۔"[2]

آیت نمبر ۲۳:

وَتَوَكَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِهٖ ؕ وَ كَفٰی بِهٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِیۡرًا○[3]

"اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔ اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو۔ اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار۔"[4]

آیت نمبر ۲۴۔۲۵:

اَوَلَمۡ یَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَرَحۡمَةً وَّذِكۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ○ قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ شَهِیۡدًا ۚ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ وَ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ○[5]

1۔ پارہ:۱۹، سورۃ الفرقان، آیت: ۳۰۔۳۱۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ:۱۹، سورۃ الفرقان، آیت: ۵۸۔

4۔ کنزالایمان۔

5۔ پارہ:۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت: ۵۱۔۵۲۔

"اور کیا یہ انہیں بس (کافی) نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔ تم فرماؤ اللہ بس (کافی) ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں۔"[1]

آیت نمبر۲۶:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ○ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○[2]

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا۔ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے۔ اے لوگو! اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس (کافی) ہے کام بنانے والا۔"[3]

آیت نمبر: ۲۷:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ○[4]

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ:۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت: ۱ تا ۳۔

3۔ کنزالایمان۔

4۔ پارہ:۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۵۔

"اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی۔ اور اللہ زبردست عزّت والا ہے۔"[1]

آیت نمبر ۲۸:

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝[2]

"نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی۔ اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔ اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔ وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے۔ اور اللہ بس (کافی) ہے حساب لینے والا۔ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"[3]

آیت نمبر ۲۹۔۳۰:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي

1۔ کنزالایمان۔
2۔ پارہ:۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۸ تا ۴۰۔
3۔ کنزالایمان۔

انۡتِقَامٍ ○ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِيۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ قُلۡ حَسۡبِيَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ○ قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ○ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَلِنَفۡسِهٖ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ○[1]

"کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔ اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔ کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں۔ اور اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر (رحم) فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر کو روک رکھیں گے۔ تم فرماؤ اللہ مجھے بس (کافی) ہے بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں۔ تم فرماؤ اے میری قوم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کس پر اترتا ہے عذاب کہ رہ پڑے گا بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اتاری۔ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو اور جو بہکا وہ اپنے ہی بُرے کو بہکا۔ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں۔"[2]

1۔ پارہ: ۲۴، سورۃ الزمر، آیت: ۳۶ تا ۴۱۔

2۔ کنزالایمان۔

آیت نمبر ۳۱:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ○ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَ لَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ○[1]

”تم فرماؤ! بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو دُور کی ضد میں ہے۔ ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔“[2]

آیت نمبر ۳۲:

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ○ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ○[3]

”اور جب ان پر پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے، کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا، تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنالیا ہو گا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو اور وہ کافی ہے میرے اور

1۔ پارہ:۲۵، سورۃ حم السجدۃ، آیت: ۵۲۔۵۳۔
2۔ کنزالایمان۔
3۔ پارہ:۲۶، الاحقاف، آیت: ۷۔۸۔

تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔“[1]

آیت نمبر ۳۳:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝[2]

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ کافی ہے گواہ۔“ [3]

قارئین محترم! مندرجہ بالا گیارہ اور تینتیس آیات کا مضمون یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں میں باعتبارِ تقرب کفایت فرماتا ہے اور اسی طرح بندے اپنے مقام وشان کے اعتبار سے اللہ پر اپنے توکل کا اظہار کرتے ہیں۔ ان تمام آیات کی تفسیر اس مختصر رسالہ میں ممکن نہیں، تاہم ان میں سے وہ آیات جو خاص رسول اکرم ﷺ کو کفایت کرنے کے حوالے سے ہیں ہم ان کی تفسیر میں متعدد مفسرین کرام کے بیان کردہ مضامین استفادہ کے لیے سطورِ ذیل میں پیش کررہے ہیں۔ اس ضمن میں قرآن مجید کی سورۃ الانفال کی آیات ۶۲ اور ۶۴، سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸ اور ۱۲۹ اور سورۃ الزمر آیات ۳۶ اور ۳۸ سے متعلق تفسیری مضامین تحریر کردیے ہیں۔

۞.....۞.....۞

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ:۲۶، سورۃ الفتح، آیت: ۲۸۔

3۔ کنزالایمان۔

"کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے"

تفاسیر کی روشنی میں

علامہ ابو اللیث نصر بن محمد سمر قندی متوفی ۳۷۵ھ مذکورہ آیات کی تفسیر فرماتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

(فَأَنَّ حَسْبَكَ اللهُ) يعنى أن أرادوا أن يخدعوك فأن حسبك الله بالنصرة لك۔

ترجمہ:

اگر وہ (یہود) آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو اللہ آپ کے لیے کافی ہے، آپ کی مدد کے واسطے۔[1]

الانفال، آیت ۶۴:

(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ) يعنى: حسبك الله بالنصرة والعون لك(وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ)۔قال بعضهم مَنْ فى موضع رفع و معناه و حسبك من اتبعك من المؤمنين وهم الأنصار ويقال يعنى عمر بن الخطاب.....وقال بعضهم: من فى موضع النصب، يعنى حسبك ومن اتبعك من المؤمنين وقال الضحاك: ومن أتبعك من المؤمنين حسبهم الله وهو ناصر هم فى الدنيا والآخرة۔

1۔ تفسیر سمر قندی بحر العلوم، جلد دوم، صفحہ ۲۴۔

ترجمہ:

آپ کو اللہ کافی ہے حمایت و مدد کے لیے اگر رفع کے محل میں ترجمہ ہو تو اس کا مطلب ہو گا اور آپ کے پیروکار مومن بھی آپ کو کافی ہیں، بعض نے کہا کہ اس سے انصار مراد ہیں یا حضرت عمر بن خطاب، اور بعض نے کہا کہ یہ محل نصب ہے یعنی آپ کو اور آپ کے مومن پیروکاروں کو اللہ کافی ہے اور ضحاک نے کہا آپ کے مومن غلاموں کو اللہ کفایت کرتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ [1]

سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

یعنی ان اعرضوا عنك ولم يؤ منوا بك (فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ) يعنى قل كفانى الله و فوضت امرى الى الله ووثقت به۔

ترجمہ:

اگر (منافقین) روگردانی کریں آپ سے منہ موڑیں اور ایمان نہ لائیں تو آپ فرمائیں میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ جو مجھے کفایت کرتا ہے اور میں اسی پر اپنے ہر کام میں بھروسہ کرتا ہوں، اور اعتماد رکھتا ہوں۔ [2]

الامام ابی الفرج جمال الدین عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی الحنبلی المتوفی ۵۹۷ھ:

سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

قوله تعالى: (وَاِنْ يُّرِيْدُوْا) قال مقاتل: يعنى يهود قريظة (أن

1۔ سمرقندی، جلد دوم، صفحہ ۲۵۔

2۔ سمرقندی، جلد دوم، صفحہ ۸۵۔

یخدعوك) بالصلح لتكف عنهم، حتى أذاجاء مشركو العرب، أعانو هم عليك (فَأَنَّ حسبَكَ الله)۔قال الزجاج: فأن الذی يتولّٰی كفايتك الله۔ [1]

ترجمہ:

اور اگر یہود دھوکہ دیناچاہیں صلح کے بہانے اور مشرکین عرب سے مل کر مدد حاصل کرلیں تو اللہ آپ کو کافی ہے یعنی آپ کی نگہبانی اور کفایت اللہ فرمائے گا۔

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

قوله تعالیٰ:(حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ) فيه قولان: أحدهما: حسبُك الله، وحسبُّ من اتَّبَعَكَ، هذا قول أبی صالح عن ابن عباس، وبه قال ابن زيد، ومقاتل، والأكثرون والثانی: حسبُك الله ومتَّبِعُوكَ، قاله مجاهد۔ عن الشعبی كالقولين۔وأجاز الفراء والزجاج الوجهين۔ [2]

ترجمہ:

اس میں دو قول ہیں ایک یہ آپ کو اللہ کافی ہے اور آپ کے پیروکاروں کو بھی یہ قول ابی صالح کا حضرت ابن عباس سے ہے اور یہی قول ابن زید اور مقاتل اور اکثر مفسرین کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کے غلام بھی آپ کو کافی ہیں، یہ مجاہد، شعبی، فراء، اور زجاج کا قول ہے۔ ان میں بعض نے دونوں وجہوں کو جائز لکھا ہے۔

1۔ زادالمسیر جلد ۳، صفحہ ۲۸۶۔

2۔ زادالمسیر جلد ۳، صفحہ ۲۸۶۔

سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

قوله تعالیٰ: (أَلَيْس الله بكافٍ عَبْدَهٗ) ذكر المفسرون أن مشركی مكة قالوا: يا محمد،ما تزال تذكرُ آلهتنا وتعيبُها، فاتّق أن تصيبك بسوءٍ، فنزلت هذه الآية۔ والمراد بعبده ها هنا محمد ﷺ وقر حمزة، والكسائی: (عِبادَهٖ) علی الجمع، وهم الأنبياء، لأن الأمم قصدتهم باسّوء،فالمعنی أنه كما كفی الأنبياءَ قَبْلَكَ۔[1]

ترجمہ:

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ مشرکین مکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے معبودوں کے عیب بیان کرنے پر مصائب میں مبتلا ہو جانے سے ڈراتے تھے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں عبدہٗ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جب کہ حمزہ اور کسائی نے عبادِہٖ کی قرأت کے ساتھ پڑھا تو اس سے مراد انبیاء کرام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی قوموں کے برائی کرنے سے انہیں کفایت دی۔

حضرت امام علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی فرماتے ہیں:

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ٦٢:

(وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ) أی بأن يظهر والك السلم،ويُبطنوا الغدر والخيانة، فاجنح فما عليك من نياتهم الفاسدة (فَاِنۡ حَسۡبُكَ اللّٰهُ)،أی يتولّی كفايتك وحياطتك۔

1۔ زاد المسیر جلد ۷، صفحہ ۵۴۔

ترجمہ:

یعنی ظاہر میں تم سے صلح کریں اور اندرونی طور پر صلح سے غداری اور خیانت رکھیں باوجود اس کے کہ ان کی نیتوں میں فساد ہے پھر بھی تم صلح کے لیے آمادہ رہو کیونکہ (فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ) اللہ تمہیں کافی ہے، یعنی تمہاری کفایت اور حفاظت کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔[1]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

(یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ) ارادالتعمیم، أی حسبك الله فی کلّ حال وقال ابن عباس: نزلت فی اسلام عمر فان النّبی ﷺ کان اسلم معه ثلاثة وثلاثون رجلا و ست نسوةً، فاسلم عمر و صاروا اربعین والآیة مکیة، کُتبت بامر رسول الله ﷺ فی سورةٍ مدنیّة، ذکره القُشیریّ.......... وقال الکلبی: نزلت الآیة بالبیداء فی غزوة بدر قبل القتال۔(وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) قیل المعنٰی حسبك الله، وحسبك المهاجرون والانصار۔ وقیل: المعنٰی کافیك الله، وکافی من تبعك قاله الشعبی وابن زید والاوّل عن الحسن و اختاره النحاس وغیره..........وقیل: یجوز أن یکون المعنی (وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) حسبهم الله..........(من) فی موضع نصب علی معنی: یکفیك الله ویکفی من أتبعك۔[2]

ترجمہ:

"یعنی اللہ تم کو کفایت کرتا ہے ہر حالت میں۔ اور کہا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر نازل ہوئی جب نبی

1۔ تفسیر الجامع الاحکام القرآن، جلد ۴، جزء ہشتم، صفحہ ۲۸۔
2۔ القرطبی رابع جزء الثامن: صفحہ ۲۹۔

کریم ﷺ پر ایمان رکھنے والے تینتیس (۳۳) مرد اور چھ عورتیں تھیں تو حضرت عمر اسلام لائے اور مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی یہ آیت مکی ہے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی، اسے قشیری نے بیان کیا۔ اور کلبی نے کہا کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں جنگ سے قبل بیداء کے مقام پر نازل ہوئی۔ (وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اس آیت کے لیے ایک قول ہے اللہ کافی ہے تمہیں، اور تمہیں کافی ہیں مہاجرین وانصار کے گروہ۔ اور یہ قول بھی ہے جس کا معنٰی ہے کہ اے نبی ﷺ تمہیں اللہ کافی ہے اور تمہارے متبعین (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو بھی کافی ہے، یہ قول شعبی اور ابن زید کا ہے اور پہلا قول حسن بصری اور نحاس وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ معنی کرنا بھی جائز ہے (وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنِ) یعنی ان کو اللہ کافی ہے مگر یہ مقام نصب میں ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ اے محبوب ﷺ! آپ کو اور آپ کے غلاموں کو اللہ کافی ہے۔

سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

أی ان أعرض الکفار یا محمد بعد ھذہ النعم التی منّ اللہ علیھم بھا فقل حسبی اللہ؛أی کافی اللہ تعالیٰ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ) أی اعتمدت،والیہ فوّضت جمیع أموری۔[1]

ترجمہ:

اے محمد ﷺ بعد اس کے کہ آپ کی صورت میں اللہ نے ان پر عظیم احسانات کیے پھر بھی یہ کفار روگردانی کریں تو آپ ﷺ فرمادیں مجھے اللہ کافی

1۔ تفسیر القرطبی، مجلد الرابع، الجزء الثامن، صفحہ ۱۹۲۔

ہے، اسی پر میں نے اعتماد کیا اور اپنے جملہ امور میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

قال مقاتل: فسألهم النبیﷺ فسكتوا۔ وقال غيرہ: قالو لا تدفع شيئًا قدّرہ الله ولكنها تشفع۔ فنزلت: (قُل حَسْبِیَ اللهُ) وترك الجواب لدلالة الكلام عليه؛ يعنی فسيقولون لا أی لا تكشف ولا تمسك (فقل) أنت (حَسْبِیَ اللهُ) أی عليه توكلت أی اعتمدت و(عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ) يعتمد المعتمدون۔[1]

ترجمہ:

اس کی تفسیر میں مقاتل نے کہا: جب مشرکین سے حضور ﷺ نے اتمام حجت کے لیے سوالات کئے تو وہ خاموش ہوگئے اور دوسروں نے کہا کہ وہ بولے کہ ہمارے معبود اللہ کی قدرت کے آگے کچھ نہیں کرسکتے اور نہ سفارش کرسکتے ہیں تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، حضور کے پیش کردہ دلالت کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ پھر مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اعتماد ہے اور اعتماد رکھنے والے اسی پر اعتماد رکھتے ہیں۔

حافظ الحدیث حضرت علامہ عماد الدین ابی الغداء اسماعیل بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴) انہی آیات کے زیر تحت تحریر فرماتے ہیں:

پ۱۰، الانفال، آیت ۶۲:

أی صالحهم وتوكل على الله فان الله كافيك وناصرك ولو كانوا

1۔ تفسیر القرطبی، جزء۱۵، صفحہ ۱۶۸۔

یریدون بالصلح خدیعة لیتقووا ویستعدوا(فَإِنَّ حَسْبُكَ اللّٰهُ) أی کافیك وحدہ ثم ذکر نعمته علیه مما أیدہ به من المؤمنین المهاجرین و الانصار، فقال: (هُوَالَّذِیٓ أَیَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ) ای جمعها علی الایمان بِكَ وعلی طاعتك ومناصر تك وموازرتك۔[1]

ترجمہ:

یعنی ان کے ساتھ صلح کر کے اللہ پر بھروسہ کرو بے شک وہ تمہارے لیے کافی اور مددگار ہے، اور اگر صلح کے ذریعے دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اس دوران قوت سے مستعد ہوں (فَإِنَّ حَسْبُكَ اللّٰه) تو اللہ تنہا ہی تمہارے لیے کافی ہے، پھر اس کی نعمت کو یاد رکھو کہ کس طرح مومن مہاجرین وانصار کے ذریعے مدد فرمائی پس اس نے فرمایا "هُوَ الَّذِیٓ أَیَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤ مِنِیۡنَ وَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡ بِهِمۡ" یعنی اس نے ان لوگوں کو تم پر ایمان لانے کے لیے اکٹھا کیا اور تمہاری پیروی، مدد اور تائید پر آمادہ کیا۔[2]

پ ۱۰، الانفال، آیت ۶۴:

یحرض تعالیٰ نبیه ﷺ والمؤمنین علی القتال ومناجزة الاعداء و مبارزة الاقرآن، ویجزهم أنه حسبهم أی کا فیهم و ناصرهم و مدیدهم علی عدوهم، و أن کثرت أعدائهم وترادفت أمدادهم، ولو قل عدد المؤمنین۔ قال ابن ابی حاتم؛ حدثنا احمد بن عثمان بن حکیم، حدثنا عبید الله بن موسیٰ، أنبأنا سفیان عن ابن شوذب عن الشعبی فی

1۔ ابن کثیر جلد دوم ۴۲۶۔

2۔ ابن کثیر جلد دوم، صفحہ ۴۲۶، مطبوعہ دمشق۔

قولہ: (يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ○) قال حسبك الله، وحسب من شهد معك، قال؛وروى عن عطاء الخراسانى و عبدالرحمٰن بن زيد مثلهٗ۔

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے نبی مکرم ﷺ اور مومنین کو جہاد پر آمادہ اور دشمن و مدمقابل سے نبرد آزما ہونے پر برانگیختہ رہنے کا حکم فرمارہا ہے اور انہیں تسلی کی خبر دے رہا ہے کہ بے شک یہ سمجھ لیں دشمن پر اللہ انہیں کافی ہے ان کا مددگار اور حامی ہے، اگرچہ دشمن، تعداد کی کثرت اور جنگی سامان کی برتری رکھتا ہو اور مومنین تعداد میں تھوڑے ہوں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم اُن سے عبید اللہ بن موسیٰ، انہیں خبر دی سفیان نے جنہوں نے ابن شوذب کے ذریعہ شعبی کا قول نقل کیا اس آیت کے تحت یاَ یُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ الله وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤمِنِيْنَ یعنی اے نبی تمہیں اللہ کافی ہے اور جو تمہارے پیروکار مسلمانوں میں سے ہیں۔ کہا، تمہیں اللہ کافی ہے اور جو تمہارے ساتھ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ہیں وہ کافی ہیں ایسا ہی عطا خراسانی و عبدالرحمن بن زید سے بھی منقول ہے۔[1]

آگے روایت نقل کرتے ہیں:

وقدروى عن سعيد بن المسيب و سعيد بن جبير، أن هذه الآية نزلت حين أسلم عمر بن الخطاب و كمل به الاربعون[2]

1۔ تفسیر ابن کثیر، جلد دوم، صفحہ ۴۲۸۔

2۔ ابن کثیر مجلد الثانی صفحہ ۴۲۸۔

ترجمہ:

حضرت سعید بن المسّیب اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت عمر نے اسلام قبول کیا اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد چالیس ہو گئی۔

علامہ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

أی علی ھدایتکم ووصول النفع الدنیوی والاخروی الیکم، وقال الطبرانی حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی حدثنا محمد بن عبداللہ بن یزید المقری حدثنا سفیان بن عینیه عن فِطن عن أبی الطفیل عن أبی ذرقال، ترکنا رسول اللہ ﷺ وما طائر یقلب جنا حیه فی الھواء الاوھویذ کرلنا منه علمًا قال: وقال رسول اللہ ﷺ "ما بقی شئی یقرب من الجنة ویبا عد من النار الا قد بین لکم"۔ وقال الامام احمد حدثنا فطن حدثنا المسعودی عن الحسن بن سعد عن عبدۃ الھذلی عن عبداللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ ﷺ "ان اللہ لم یحرم حرمة الاوقد علم انه سیطلعھا منکم مطلع ألاوانی آخذ بحجزکم أن تھا فتوا فی النار کتھا فت الفراش أو الذباب۔" (دوم ۵۳۱)

ترجمہ:

"یعنی آپ ﷺ تمہاری ہدایت، دنیاوی اور اخروی نفع کے بہت خواہش مند ہیں۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس قدر معلومات بہم پہنچائیں کہ فضا میں اڑتے ہوئے پرندے تک کے بارے میں علم عطا فرمادیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "میں نے ہر وہ چیز تمہارے سامنے

وضاحت سے بیان کردی ہے جو تمہیں جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کردے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اسے علم ہے کہ تم میں سے ایک شخص تمہیں اس کے متعلق عنقریب مطلع کرے گا۔ خبردار! میں تمہیں کمر بند سے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہا ہوں کہ کہیں تم پروانے کی طرح آگ میں نہ گر جاؤ۔“[1]

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

”یقول تعالیٰ: (اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ) قرأ بعضهم (عباده) یعنی أنه تعالیٰ یکفی من عبده وتوکل علیه وقال ابن حاتم ههنا؛ حدثنا ابو عبید الله ابن أخی ابن وهب حدثنا عمی حدثنا ابو هانی عن أبی علی عمرو بن مالك الجنبی عن فضالة بن عبید الانصاری رضی الله عنهٗ انهٗ سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول ”افلح من هدی ألی الاسلام وکان عیشه کفافًا وقنع به ورواه الترمذی والنسائی من حدیث حیوة شریح عن ابی هانی الخولانی به وقال الترمذی صحیح“[2]

ترجمہ:

” اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ“ بعض قاریوں نے اسے (عبادہ) پڑھا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے جو اس کی عبادت کرتا ہے اور اس پر توکل کرتا ہے۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اپنی سند سے فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول

1۔ ابن کثیر، جلد دوم، صفحہ ۵۳۱: مسند امام احمد، جلد اول، صفحہ ۳۹۹۔
2۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۱، مطبوعہ دمشق وریاض۔

اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: "فلاح پا گیا جسے اسلام کی ہدایت بخشی گئی، اس کا رزق اسے کفایت کر گیا اور اس پر اس نے قناعت کرلی۔" ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسے بسند ابی ہانی الخولانی، حیوۃ بن شریح سے روایت کیا، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔[1]

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"(قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ) أی الله کافی..... وَقَال ابن ابی حاتم: حدثنا احمد بن عصام الانصاری حدثنا ابن عباس رضی الله عنهما رفع الحديث الی رسول ﷺ قال: من احب أن يكون أ قوی الناس فلتوکل علی الله تعالیٰ، ومن احب أن يكون أغنی الناس فليكن بما فی يدالله عزوجل أوثق منه بما فی يديه، ومن احب أن يكون أكرم الناس فليتق الله عزوجل۔"[2]

ترجمہ:

یعنی میرے لیے اللہ کافی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے جو شخص پسند کرتا ہے کہ تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے تو اللہ پر توکل کرے اور جو چاہتا ہے کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو دولت اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ وہ اس پر یقین رکھے جو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ اور جو سب سے زیادہ لوگوں میں صاحب عزت ہونا چاہتا ہے تو اللہ عزوجل سے ڈرے یعنی تقویٰ اختیار کرے۔[3]

1۔ ابن کثیر۔

2۔ ابن کثیر جلد ۴، صفحہ ۷۱۔

3۔ ابن کثیر۔

امام علاؤالدین علی بن محمد ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں

سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مدد اور اعانت سے کفایت کرے۔ [1]

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

اور آیت کا معنیٰ یہ ہے:اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تمہیں اللہ کافی ہے اور تمہارے غلام مومنین بھی تمہیں کافی ہیں [2]

سورہ التوبہ، آیت ۱۲۹:

اگر یہ کفار اور منافقین آپ سے اعراض کریں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے گریز کریں اور جنگ میں آپ کی مدد نہ کریں تو آپ فرمادیجیے ”مجھے اللہ کافی ہے۔“ [3]

سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

یعنی عبدہٗ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایک قرأت میں عبادہ بھی ہے جس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انکی قوموں کی برائی اور دشمنوں کے شر میں انہیں کفایت دی۔ [4]

1۔ تفسیر خازن جلد ۳، صفحہ ۳۹۔

2۔ جلد ۳، صفحہ ۴۰۔

3۔ جلد ۳، صفحہ ۱۴۰۔

4۔ خازن، جلد ۶، صفحہ ۶۴۔

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

یعنی اس (اللہ) پر میرا بھروسہ اور اسی پر میرا اعتماد ہے۔ [1]

یہی مضمون امام ابی محمد الحسین بن مسعود الراء البغوی الشافعی المتوفی ۵۱۶ھ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر "معالم التنزیل"، جلد ۳، صفحہ ۴۰ اور جلد ۶ صفحہ ۶۴ پر تحریر کیا ہے، بخوفِ طوالت حوالہ پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔

امام جلال الدین السیوطی، الشافعی، المتوفی ۹۱۱ھ رحمۃ اللہ علیہ (نویں صدی ہجری کے مجدد برحق) اپنی تفاسیر، (اول) جلالین مع لباب النقول صفحہ ۱۹۴، صفحہ ۲۰۸، صفحہ ۴۶۳ (مطبوعہ تاج کمپنی) (دوم) تفسیر در منثور، جلد دوم، صفحہ ۳۶۲، ۵۲۹، جلد ۵، صفحہ ۶۱۵۔۶۱۶ (مطبوعہ بیروت) میں متذکرہ مفسرین کے تفسیری مضامین کی تائید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کفایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خصوصیت قرار دیتے ہیں۔ علامہ الشیخ احمد صاوی المالکی تفسیر صاوی علی الجلالین جلد دوم، صفحہ ۱۳۳ (سورۃ الانفال کی تفسیر میں) اور صفحہ ۱۷۶ (سورۃ التوبہ کی تفسیر میں) اور جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ (سورۃ الزمر کی آیات ۳۶ اور ۳۸) کی تفسیر میں اپنے پیشرو مفسرین کی تائید کی ہے۔ امام ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نسفی میں؛ امام المفسرین علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵، صفحہ ۵۰۳، جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ اور جلد ۹ صفحہ ۴۵۴ اور علامہ ابی الفضل شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی جلد ۱۰، صفحہ ۳۰، جلد ۱۱، صفحہ ۵۷؛ جلد ۲۴، صفحہ ۵ میں یہی مضمون تحریر کرتے ہیں۔

1۔ جلد ۶، صفحہ ۶۴۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان بدایونی نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

اگر کفار تمہاری جنگی تیاریاں دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صُلح کی طرف جھکیں تم سے صلح کرنی چاہیں تو تم کو بھی اجازت ہے کہ ان کی صلح کی طرف جھکو اور ان سے صلح کرو، یہ نہ سوچنا کہ شاید ان کے دل میں دغا ہے فریب کے لیے صلح کر رہے ہیں، آگے چل کر دھوکا دیں گے۔ اللہ پر بھروسہ کرو، رب تعالیٰ ان کی سرگوشیاں سنتا ان کے دلی ارادے جانتا ہے وہ تم کو ان کے شر سے بچائے گا۔ اگر یہ لوگ تم کو دھوکا دینا چاہیں تو بھی تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے کیونکہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے"[1]

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر اشارۃً دیدی تھی دعا کی تھی کہ "مولا اسلام کو عزت و غلبہ دے یا عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل کے ذریعہ، یا عمر بن خطاب کے ذریعہ۔" اس لیے یہاں "نبی" کے لفظ سے خطاب بہت مناسب ہوا یعنی "اے غیب کی خبر دینے والے یا خبر رکھنے والے" آپ کو اللہ تعالیٰ ہر طرح کافی ووافی ہے اور یہ عمر جو آج مومن آپ کا متبع ہوا آپ کو کافی ہے، اس کے ایمان کے بعد آپ تمام کفار و اشرار کا غم نہ کریں دوسرے یہ کہ اے نبی آپ کو اللہ بھی کافی ہے اور غازی یہ جانثاران یا سارے مسلمان بھی آپ کو کافی ووافی ہیں آپ کفار کی پرواہ نہ کریں"[2]

1۔ تفسیر نعیمی، جلد ۱۰، صفحہ ۸۰۔

2۔ تفسیر نعیمی، جلد ۱۰، صفحہ ۸۸، ۸۹۔

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

اے محبوب ﷺ اگر کفار و منافقین اب بھی آپ سے منہ پھیریں تو آپ اپنی شان بے نیازی ظاہر فرماتے ہوئے انہیں بتادو کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ مجھے میرا رب کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا اسی پر بھروسہ ہے وہ تو عرش عظیم جیسی مخلوق کا رب ہے جس کا وہ والی اور کارساز ہو اُسے کسی کی کیا پرواہ ہو؟[1]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" یہ سوال انکاری ہے اور بندے سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ اس میں حضور ﷺ کو تسلی دی گئی کہ کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ہم آپ کو کافی ہیں، کفار حضور کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ان کی بُرائی بیان نہ کیا کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچادیں گے اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، صاحب روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی ایک بار حضور ﷺ کے لیے دوسری بار خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہ حضور ﷺ نے انہیں وہ درخت کاٹنے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی جب اس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے وہ آپ کو دیوانہ کردیگا۔ آپ نے پرواہ کئے بغیر درخت کاٹ دیا اس کی جڑ میں ایک بد شکل آدمی تھا جو نکل کر بھاگ گیا۔[2]

1۔ تفسیر نعیمی، جلد ۱۱، صفحہ ۱۵۵۔

2۔ تفسیر نورالعرفان حاشیہ کنزالایمان، صفحہ ۷۳۷، مطبوعہ لاہور۔

سورۃ الزمر آیت ۳۸:

"قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ" اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی مدد بھی رب ہی کی مدد ہے کہ اس کے ارادے سے ہے لہٰذا اس آیت میں اور اُس آیت میں تعارض نہیں، "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ" یعنی آپ کو اللہ اور آپ کی اطاعت کرنے والے کافی ہیں۔ [1]

صدر الافاضل علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہٗ

(خلیفہ اعلیٰ حضرت و مؤسس اول آل انڈیا سُنّی کانفرنس) اپنی شہرۂ آفاق جامع ترین تفسیر خزائن العرفان میں زیر نظر آیات پر اس طرح کلام فرماتے ہیں۔

سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اور صلح کا اظہار مکر کے لیے کریں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے۔"

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"سعید بن جبیر رضی اللہ عنہٗ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت مکی ہے نبی کریم ﷺ کے حکم سے مدنی سورت میں لکھی گئی۔ ایک اور قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں قبل قتال کے بارے میں نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت مدنی ہے اور مومنین

1۔ نور العرفان صفحہ ۷۳۸۔

سے یہاں ایک قول میں انصار اور دوسرے قول کے مطابق مہاجرین و انصار دونوں مُراد ہیں۔"[1]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

"محمد مصطفی ﷺ عربی قرشی جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے اعلیٰ نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت، زہد و تقویٰ، طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو ایک قرأت میں اَنْفَسِکُمْ بفتح "فا" آیا ہے اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل، اس آیت کریمہ میں سید عالم ﷺ کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے سید عالم ﷺ نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ آیت ۱۲۹ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے دوناموں سے مشرف فرمایا یہ کمال تکریم ہے اس سرورِ انور ﷺ کی۔ منافقین و کفار آپ پر ایمان لانے سے اعراض کریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔"[2]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶تا۳۸:

"(کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟) یعنی سید عالم محمد مصطفی ﷺ کے لیے، اور ایک قرأت میں عبادہٗ بھی آیا اس صورت میں انبیاء علیہم السلام مراد ہیں۔ جن کے ساتھ ان کی قوموں نے ایذارسانی کے ارادے کئے اللہ تعالیٰ

1۔ کنزالایمان و تفسیر خزائن العرفان، صفحہ ۳۳۲، ڈیلکس ایڈیشن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
2۔ خزائن العرفان، صفحہ ۳۷۲۔۳۷۳۔

نے انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی (اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے) یعنی بتوں سے، واقعہ یہ تھا کہ کفار عرب نے نبی کریم ﷺ کو ڈرانا چاہا اور آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں یعنی بتوں کی برائیاں بیان کرنے سے باز آیئے ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچائیں گے ہلاک کر دیں گے یا عقل کو فاسد کر دیں گے۔ یہ مشرکین، خدا قادر علیم و حکیم کی ہستی کے تو مقر ہیں اور یہ بات تمام خلق کے نزدیک مسلم ہے اور خلق کی فطرت اس کی شاہد ہے اور جو شخص آسمان و زمین کے عجائب میں نظر کرے اس کو یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ موجودات ایک قادر حکیم کی بنائی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان مشرکین پر حجت قائم کیجیے یعنی یہ بت کچھ بھی قدرت رکھتے ہیں اور کسی کام بھی آسکتے ہیں کسی طرح کی مرض کی یا قحط کی یا ناداری کی یا اور کوئی، جب نبی کریم ﷺ نے مشرکین سے یہ سوال فرمایا تو وہ لاجواب ہوئے اور ساکت رہ گئے اب حجت تمام ہو گئی اور ان کے سکوتی اقرار سے ثابت ہو گیا کہ بُت محض بے قدرت ہیں نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں نہ کچھ ضرر، جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی و جہالت ہے اور جو مکر و حیلے تم سے ہو سکیں میری عداوت میں سب ہی کر گزرو، میں جس پر مامور ہوں یعنی دین کا قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ میرا معین و ناصر ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔[1]

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ و فرزند نسبتی محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ) یوں تفسیر فرماتے ہیں۔

1۔ خزائن العرفان، صفحہ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲

اگر کافر دھوکہ دینے کے لیے صلح کریں تو صلح کرلینا ضروری ہے کیونکہ حکم ظاہر پر مبنی ہوتا ہے یعنی اگروہ صلح ظاہر کر کے دھوکہ کا ارادہ کریں تاکہ آپ ان سے جنگ سے رُک جائیں اللہ کی معونت اور مدد کافی ہے اسی نے تو بدر میں اور دیگر مواقع میں اپنی مدد سے تمہاری اعانت فرمائی اور مومنوں کے ذریعے تمہاری مدد کی۔[1]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"جب اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی دھوکہ دہی کے وقت مدد کا وعدہ کیا کہ اگروہ آپ سے دھوکہ کرنا چاہیں تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ ان سے کفایت کریگا۔ اور اس آیت کریمہ میں دین و دنیا کے جمع امور میں اللہ کی مدد عام مذکور ہے لہٰذا دونوں آیتوں میں تکرار نہیں کیونکہ پہلی آیت کریمہ میں خاص تقدیر پر مدد کا ذکر ہے اور اس آیت میں تمام تقدیرات پر مدد کا ذکر ہے"..... چند سطور بعد متذکرہ آیۂ مبارکہ کے مضمون کو آئندہ آیات جہاد کے مضمون سے مربوط کرتے ہوئے اہم تفسیری نکتہ تحریر کرتے ہیں..... "اگرچہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی مدد آپ کو کافی ہے لیکن اس پر اعتماد اس وقت ضروری ہے کہ مومنوں کو قتال کی ترغیب دلائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کفایت اس شرط پر ہے کہ مومن جان و مال جہاد میں خرچ کریں"[2]

1۔ تفسیر رضوی، جلد ۳، صفحہ ۵۴۔

2۔ تفسیر رضوی جلد ۳، صفحہ ۵۵۔۵۶، مطبوعہ فیصل آباد۔

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸۔ ۱۲۹:

"جب اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات ﷺ سے فرمایا کہ اس سورۃ (توبہ) میں مذکور احکام اور سخت تکلیف لوگوں کو پہنچادیں جنہیں برداشت کرنا اُن کے لیے بہت شاق تھا صرف وہی حضرات ان تکالیف شاقہ کے متحمل تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے وجوہ توفیق و کرامت سے مخصوص فرمایا ہے۔ تو اس سورۃ کو ان تکالیف شاقّہ کے تحمل کی سہولت کے موجب سے ختم کیا وہ یہ کہ یہ رسول کریم ﷺ تم میں سے ہیں تو جو آپ کو عزت اور شرافت دنیا میں حاصل ہے وہ تمہارے لیے ہے اور تمہاری طرف لوٹتا ہے یہ خطاب عرب و عجم کے لیے ہے یعنی اے لوگو! تمہاے پاس عظیم شان والے رسول تشریف لائے، جو تمہاری جنس سے ہیں اور تمہاری طرح آدمی ہیں فرشتہ وغیرہ نہیں یہ اس لیے کہ لوگ آپ سے دور نہ بھاگیں اور یہ کہتے ہوئے آپ کی متابعت کریں کہ ہم میں یہ طاقت نہیں کیونکہ وہ ہماری جنس سے نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ نے مومنوں پر بہت احسان کیا کہ ان کی جنس سے رسول بھیجا کیونکہ فرشتہ اور جنّ سے انتفاع نہیں ہو سکتا، لہٰذا ہم جنس کا واسطہ ضروری ہے جس کی دو جہتیں ہیں ایک جہت کے اعتبار سے مادہ سے مجرّد ہو تاکہ جانب قدس سے استفادہ ممکن ہو، دوسری جہت کا مخلوق سے تعلق ہو، تاکہ انہیں فیض پہنچا سکے، یہ دو جہتیں رسول کریم ﷺ میں ہیں آپ کی کمال لطافت کے باعث جنّ بھی آپ سے استفاضہ کرتے ہیں کیونک وہ لطیف جسم ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب صرف عرب کے لیے ہو یعنی اے عربو! تمہارے پاس رسول آیا جو تمہاری مثل ہے اور تمہاری لغت پر ہے اس میں الفت بہت قریب اور جھگڑا بہت بعید ہے اور فہم حجت جلد ہوتا ہے کیونکہ زبان کی

معرفت سے کلام سمجھ آتا ہے، ایک قرأت "اَنْفَسِکُمْ "بفتح الفاء بمعنی "اشرف وافضل" ہے یعنی "پاک عمدہ صاف ستھرے رسول تشریف لائے" کیونکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا! "میرے آباؤ اجداد میں آدم سے تا ہنوز تمام نکاح کی پیداوار ہیں کیونکہ زنا سے ولی نہیں ہوتا تو "نبی" کیسے ہو سکتا ہے اس سے آپ کے عظیم جوہر کی اصل خلقت میں نفاست واضح ہوتی ہے کیونکہ آپ اول مخلوق ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "سید عالم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا! "یارسول اللہ ﷺ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا ہے میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔" سید عالم ﷺ نے فرمایا! "اے جبرائیل رب العزت کی قسم میں ہی وہ ستارہ ہوں۔"

چند سطور مزید حضور ﷺ کے نورِ اقدس کی بتدریج منتقلی کو لکھنے کے بعد شیخ التفسیر والحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

"عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ " یعنی آپ پر تمہاری مشقت بہت گراں ہے یا تمہارا گمراہ رہنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شاق گزرتا ہے۔ یعنی جو تمہیں مکروہ لاحق ہو جیسے سوء عاقبت اور عذاب کا واقع ہونا آپ پر گراں بار ہے۔ "حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ " یعنی آپ ﷺ تمہارے ایمان اور اصلاح شان پر حریص ہیں کہ تم جنت میں داخل ہو، قرطبی نے حسین بن فضل سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کے سوا کسی نبی کے لیے یہ دو نام "رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ " جمع نہیں کیے چنانچہ فرمایا "بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ " اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ "آیہ ۱۲۹ سے مقصود یہ ہے کہ اگر کُفّار

ومشرکین اور منافقین منہ پھیر لیں اور اسلامی تکالیف اور احکام قبول نہ کریں تو رسول کریم ﷺ کے قلب شریف میں غم اور افسوس نہیں آنا چاہیے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ آپ کے دشمنوں پر آپ کی مدد کریگا اور نعمتوں تک پہنچانے کے لیے وہ کافی ہے جب اس کے سوائے کوئی حق معبود نہیں تو ہر شئے کا وہی پیدا کرنے والا ہے، اس نے حضور کو رسول بھیجا اور آپ کو تبلیغ کا حکم، تو مددگار بھی وہی ہے "عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ" یعنی اسی پر بھروسہ ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے چونکہ عرش تمام اجسام سے عظیم تر ہے اس کے ذکر کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے عرش موجود ہے یہود و نصاریٰ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ [1]

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس السرہٗ القوی

(قائد تحریک ختم نبوت ☆ خلیفہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وابن علامہ سید دیدار علی شاہ قادری مشہدی، الوری رحمۃ اللہ علیہ)

اپنی شہرہ آفاق تفسیر "الحسنات" میں متذکرہ آیات کا ترجمہ و تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں۔

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اور اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو یقیناً تمہیں اللہ کافی ہے وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے زور کو بڑھایا اپنی مدد سے اور مسلمانوں کی مدد سے۔" [2]

تفسیر:

اگر وہ صُلح کے پیرایہ میں جنگ کی تیاری کرنا چاہیں گے یا صلح میں کچھ

1۔ تفسیر رضوی، جلد سوم، صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۱۔

2۔ تفسیر الحسنات، جلد دوم، صفحہ ۷۹۷۔

فریب کرینگے تو ان کے فریب کو ناکام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے کافی ہے۔[1]

پ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۶۴:

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ مومنین جو آپ کے پیرو ہیں۔

تفسیر:

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں کُل اسلام لائی تھیں اور چالیسویں حضرت فاروق اعظم تھے چنانچہ ابن مسیّب رضی اللہ عنہ راوی ہیں انہا نزلت یومًا اسلم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مکملا اربعین مسلما ذکور او اناثا ھن ست وحینئذ تکون مکیۃ یہ آیت اس دن نازل ہوئی جب حضرت عمر فاروق نے مسلمان ہو کر مومنین کی تعداد چالیس پوری کردی اس سے قبل تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام میں داخل تھیں۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت مکی ہے اور بہ حکم حضور ﷺ اسے مدنی سورۃ میں داخل کیا گیا۔ اس چالیس کے ذریعہ اسلام ترقی پر آیا اسی وجہ سے صوفیائے کرام نے چلہ کشی کے لیے چالیس دن رکھے کہ اس عدد کی برکت سے روحانی صفائی میں کامیابی ہو اور نام پاک محمد ﷺ کے اول حرف میم کے چالیس عدد ہیں اس کی برکت بھی اس چلہ میں شامل ہو جاتی ہے اور میت کا چہلم بھی چالیس دن کے بعد اسی نسبت سے متاخرین نے رکھا کہ ایصال ثواب کے ساتھ میت کو اس نسبت چہل کی برکت کا بھی تمتع حاصل ہو جائے۔

1۔ تفسیر الحسنات، جلد دوم، صفحہ ۸۰۰۔

پ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸، ۱۲۹:

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول جو تم ہی میں سے ہیں گراں ہے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت حرص کرنے والے تمہاری بھلائی کے، مسلمانوں پر کمال مہربان رحم فرمانے والے۔(۱۲۸) تو اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دیجیے مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ رب عرش عظیم ہے۔(۱۲۹)[1]

تفسیر:

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول، جن کا نام نامی اسم گرامی محمد مصطفی ﷺ ہے جو قرشی، عربی، مدنی ہیں، جن کے حسب و نسب کو تم خوب جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سب میں عالی نسب والا حسب ہیں اور تم ان کی صداقت و امانت، زہد و تقویٰ، تقدیس و طہارت اور حسن اخلاق کے قائل ہو، ایک قرأت میں اَنۡفَسِکُمۡ بفتحِ فا بھی ہے، اس کے معنیٰ ہوتے ہیں تم میں سب سے نفیس اور اشرف و افضل۔ اس آیۂ کریمہ میں حضور سید یوم النشور ﷺ کی رونق افروزی اور آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے، ترمذی میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ولادت کا بیان قیام فرما کر سُنایا۔ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت درجہ حریص، مومنین پر کمال راحت و مہربانی فرمانے والے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب مصطفی ﷺ کو اپنے دو اسم مبارک عطا فرما کر مشرف کیا اور فرمایا کہ میں کائنات پر رؤف و رحیم ہوں تو میرا حبیب مومنین کے لیے رؤف و رحیم ہے۔ آخر میں فرمایا اگر منافقین و مشرکین ایمان

1۔ الحسنات جلد سوم صفحہ ۴۱۔

لانے سے اعراض کریں اور انحراف برتیں تو آپ ﷺ ان سے بے پرواہ ہو کر فرمادیں کہ میرے لیے میرا رب کافی ہے جو رب عرش عظیم ہے۔[1]

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت۳۶:

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندۂ خاص کو"[2]

تفسیر:

بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کی بِکَافٍ عِبَادِہٖ بھی ایک قرأت میں آیا ہے تو "عبدہ" کی قرأت سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی اللہ اپنے بندے جناب مصطفی ﷺ کے لیے کافی ہے اور "عبادہٖ" کے ماتحت تمام انبیا کرام آتے ہیں جن کے ساتھ ان کی قوم نے سختیاں کیں اور ایذائیں پہنچائیں اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے انہیں محفوظ رکھا تو سب کے لیے وہی کافی ہوا، اور اگر حضور ﷺ ہی مراد ہوں تو مشرکین مکہ کے شر سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو محفوظ رکھا۔[3]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت۳۸:

"فرمادیجیے اللہ مجھے کافی ہے اسی پر بھروسہ والے بھروسہ کرتے ہیں"[4]

تفسیر:

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور جس کا بھروسہ اللہ پر ہو وہ کسی سے نہیں ڈرتا تم مجھے بت جیسی جماد لایعقل شے سے ڈراتے ہو یہ تمہاری انتہا درجہ کی

1۔ تفسیر الحسنات، جلد دوم، صفحہ ۴۴ تا ۴۶۔
2۔ الحسنات جلد ۵، صفحہ ۹۵۳۔
3۔ تفسیر الحسنات، جلد ۵، صفحہ ۹۵۷۔
4۔ الحسنات جلد پنجم، صفحہ ۹۵۴۔

بے عقلی ہے اور اسی جہالت نے تمہیں ذلیل کرر کھا ہے۔"[1]

بہیقی وقت حضرت علامہ قاضی محمد ثنا اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ پیش نظر آیات کی تفسیر یوں فرماتے ہیں

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

اور اگر وہ صلح کے سبب آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کریں اس طرح کہ وہ صلح کے سبب آپ سے جنگ لڑنے کے لیے خوب تیاری کر لیں یا وہ غداری کریں یا وہ صلح کے دوران آپ سے مکر و فریب کریں تو پھر ان کے دھوکہ اور مکر و فریب کا قلع قمع کرنے کے لیے آپ کی جانب سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے کیونکہ وہی ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنوں کی جماعت سے آپ کی تائید کی ہے۔[2]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ "مَنِ اتَّبَعَكَ" کا عطف "حَسْبُكَ" کے "کاف" پر ہے، اس لیے یہ محل جرّ میں ہے یہ کوفہ والوں کا قول ہے، یا پھر یہ مفعول معہ ہونے کی وجہ سے نصب کے مقام میں ہے اس ترکیب کے اعتبار سے معنٰی یہ بنتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے پیروکاروں کے لیے کافی ہے" یہ لفظًا بعید مگر معنًا قریب ہے جبکہ بعض مفسرین کا خیال یہ ہے کہ "رفع کے مقام" میں ہے اور اس کا عطف لفظ اللہ پر ہے تو پھر معنٰی یوں ہو گا کہ "اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر الحسنات، جلد ۵، صفحہ ۹۵۸۔

2۔ تفسیر مظہری مترجم، جلد ۴، صفحہ ۱۳۸۔

اور تمہارے پیروکار مؤمنین تمہارے لیے کافی ہیں" یہ ترکیب لفظاً قریب جبکہ معناً بعید ہے، لیکن اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ جب تینتیس مرد اور چھ عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکیں تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ روایت حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ عنہ اسی مضمون کو ابو الشیخ نے بیان کیا، امام طبرانی وغیرہ نے سعید بن جبیر کی سند سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے محدث بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بسند ضعیف بہ واسطہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا آج ہماری قوم کی طاقت نصف رہ گئی تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ متذکرہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے جبکہ سیاق کلام اس کے مدنی ہونے کا تقاضا کرتے ہیں کیونکہ سورۃ الانفال غزوۂ بدر کے بعد نازل ہوئی۔"[1]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

اگر یہ تم پر ایمان لانے سے منہ موڑتے ہیں اور تیرے مقابلہ میں جنگ کے لیے تیار ہوتے ہیں تو تم فرماؤ میرا رب ان کے مقابلہ میں میری کفایت فرمائے گا اور ان کے خلاف میری مدد کریگا۔ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تو صرف اسی سے اُمید رکھتا ہوں اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے۔[2]

1۔ مظہری مترجم، جلد ۴، صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹۔
2۔ مظہری، جلد ۴، صفحہ ۳۷۵۔

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ استفہام انکاری ہے اور نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے اور یہ انداز اثبات میں اظہار مبالغہ کے لیے اپنایا جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔ آیت میں عبد سے مراد حضور نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ ابو جعفر، حمزہ اور کسائی نے عبدہٗ کو عبادہٗ پڑھا ہے اس صورت میں عباد (بندوں) سے مراد انبیاء علیہم السلام یا نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ [1]

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

اے پیارے محبوب تم فرماؤ! اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف اور مصیبت پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے وہ بت مجھ سے اس تکلیف کو دور کر دینگے؟ یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کچھ رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے یعنی ان کے اس اعتراف کے بعد کہ زمین و آسمان کا خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس بات کا انکار لازم آتا ہے کہ بت اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی گئی تکلیف کو دور کرنے یا اس کی عطا کردہ رحمت کو روکنے کی کوئی صلاحیت رکھتے ہیں (یعنی وہ بالکل قطعی طور پر کوئی ایسی قدرت نہیں رکھتے) مقاتل نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو وہ بالکل خاموش ہو کر رہ گئے کوئی جواب نہ دے سکے، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم ﷺ سے یہ ارشاد فرمایا "قل حسبی اللہ" آپ فرما دیجیے مجھے خیر و برکت پہنچانے کے لیے اور مجھ سے اذیت اور تکلیف کو دور کرنے کے لیے فقط اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ [2]

1۔ مظہری جلد ۸، صفحہ ۲۷۱۔

2۔ تفسیر مظہری، جلد ۸، صفحہ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔

شیخ التفسیر حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ انہی آیات کا ترجمہ و تفسیر اس طرح کرتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

ترجمہ:

"اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکہ دیں (تو آپ فکر مند کیوں ہوں) بیشک کافی آپ کو اللہ تعالیٰ۔"[1]

تفسیر:

"اللہ تعالیٰ جس نے پہلے بھی ہر مشکل میں تمہاری اعانت کی ہے وہ اب بھی قادر ہے کہ تمہارے دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملادے اور تمہیں کامیاب کردے۔"[2]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

ترجمہ:

"اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے۔"[3]

تفسیر:

"ومن اتبعك کا عطف اللہ پر بھی ہو سکتا ہے اور حسبك کے کاف خطاب پر بھی۔ علمائے کرام نے دونوں وجہیں جائز رکھی ہیں، تفسیر قرطبی کے

1۔ جمال القرآن۔

2۔ ضیاالقرآن، جلد ۲، صفحہ ۱۶۳۔

3۔ جمال القرآن۔

محشی نے ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے جسے احسن الوجوہ کہا ہے کہ یہاں کلام میں اضمار ہے اور تقدیر کلام یوں ہے حسبک اللہ وحسبک من اتبعک من المؤمنین معنی کے لحاظ سے اس میں اور پہلی وجہ میں کوئی فرق نہیں یعنی اے حبیب آپ کی نصرت و اعانت کے لیے اللہ اور آپ کے مومن غلام کافی ہیں، آپ کو کسی غیر کے سہارے کی قطعاً ضرورت نہیں۔"[1]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

ترجمہ:

"(اے حبیب) پھر اگر منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ۔"[2]

تفسیر:

اگر بے سمجھ اس رسول کی تعلیم کو تسلیم نہ کریں اور ان کی اطاعت کو فرض نہ جانیں تو محبوب تمھیں کیا، تیرا نگہبان وہ اللہ ہے جو عرش اعظم کا مالک ہے۔[3]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

ترجمہ:

"کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ (یقیناً کافی ہے)۔"[4]

تفسیر:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ کے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کا حافظ و ناصر ہے اور جس کا حافظ و ناصر خود اللہ تعالیٰ

1۔ جلد ۲، صفحہ ۱۶۴۔

2۔ جمال القرآن۔

3۔ ضیاء القرآن، جلد دوم، صفحہ ۲۶۹۔

4۔ جمال القرآن۔

ہو کیا ایسے شخص کو کسی دوسرے سہارے اور مددگار کی ضرورت باقی رہتی ہے، ہر گز نہیں۔ اے محبوب! ساری دنیا بھی اگر آپ ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہ لوگ کتنے احمق اور نادان ہیں جو آپ ﷺ کو اپنے معبودانِ باطل کے غیظ و غضب سے ڈراتے ہیں۔

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

ترجمہ:

"فرما دیجیے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ فقط اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔"

تفسیر:

یہ لوگ آپ کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں آپ کو اپنے بتوں کی اذیت رسانی سے ڈراتے ہیں آپ فقط انہیں اتنا کہہ دیجیے "حسبی اللہ" مجھے میرا اللہ کافی ہے تم مجھے جتنی اذیتیں پہنچا سکتے ہو، ان میں ذرا کمی نہ کرو۔ تم اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہو انہیں زور شور سے جاری رکھو۔ "حسبی اللہ" مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔[1]

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

[(پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیات ۶۲ تا ۶۴) (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیات ۱۲۸۔ ۱۲۹) اور (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیات ۳۶ تا ۳۸ کے تراجم)]

1۔ تفسیر ضیاالقرآن، جلد ۴، صفحہ ۲۷۰۔۲۷۱۔

الانفال ۶۲:

”اور اگر وہ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو بیشک اللہ آپ کو کافی ہے وہی ہے جس نے آپ کی تائید فرمائی اپنی نصرت اور مسلمانوں کی جماعت سے۔“

الانفال ۶۳:

اور مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دی اگر آپ خرچ کر دیتے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے (تو اللہ کے چاہے بغیر) ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل آپس میں ملا دیے، بیشک وہ بڑا غلبے والا بڑا حکمت والا ہے۔

الانفال ۶۴:

اے (بلند رُتبہ انسان مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والے) نبی کافی ہے آپ کو اللہ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کی پیروی کی ایمان والوں میں سے۔

پ۱۱، سورۃ توبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے ان پر سخت گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو، ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔ پھر اگر وہ رو گردانی کریں تو آپ فرما دیجیے مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

پ۲۴، سورۃ الزمر آیت ۳۶:

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور وہ اللہ کے سوا اپنے دوسرے

معبودوں سے آپ کو ڈراتے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کردے تو اس کے لیے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

پ ۲۴، سورۃ الزمر آیت ۳۸:

آپ فرمادیں مجھے اللہ کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔[1]

شیخ الحدیث صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

حضرت مولانا عبدالقدیر صدیقی قادری حسرت رحمۃ اللہ علیہ

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اگر وہ ارادہ کریں کہ تم کو دھوکہ دیں مکر و فریب کریں "فَاِنَّ حسبك الله" تو اللہ تم کو کافی ہے۔[2]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

اے نبی! اللہ تم کو بس ہے، کافی ہے اور وہ لوگ جو تمہاری اتباع کرتے ہیں تمہارے پیرو ہیں وہ کون ہیں؟ ایماندار ہیں۔ مسلمان ہیں۔[3]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

"پھر اگر وہ نہ مانیں، پھر جائیں، روگرداں ہوجائیں تو تم کہہ دو اللہ مجھے بس ہے کافی ہے۔"

1۔ القرآن الحکیم مع ترجمۃ البیان، مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز، ملتان۔

2۔ تفسیر صدیقی، جلد دوم، صفحہ ۱۳۰۱۔

3۔ تفسیر صدیقی جلد دوم، صفحہ ۱۳۰۳۔

صاحبو! ذرا ان آیتوں پر غور کر کے دیکھو کہ خدائے تعالیٰ اپنی عنایتوں کا ذکر فرماتا ہے اور اپنے پیغمبر کی تعریف کرتا ہے تو فرماتا ہے "رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" کہ وہ تمہارے میں کا ہے۔ تم میں اور اس میں ہم جنسی ہے اگر غیر جنس کا پیغمبر ہوتا تو اس کو تو تم سے نہ ہمدردی ہوتی نہ محبت۔ وہ تو ایسا ہے کہ جس چیز سے تم کو تکلیف پہنچتی ہے، اس سے اس کو بھی تکلیف پہنچتی ہے بعض احادیث میں ہے "لَا يُشَاكُ اَحَدُكُمْ بِشَوْكَةٍ اَلَّا وَاَجِدُ اَلَمَهَا" یعنی تمہیں کانٹا نہیں چبھتا مگر یہ کہ اس کا درد مجھے بھی ہوتا ہے دوسرے کی طرف سے اسی وقت تکلیف ہوتی ہے جبکہ اس کا علم ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حالات سے واقفیت ہے اور ذاتی واقفیت ہے اس لیے ہماری طرف سے دربار خداوندی میں گواہی دیں گے۔ ان کے اسماء مبارک میں ایک اسم شاہد بھی، بشیر و نذیر بھی ہے۔ وہ ہمیشہ ہماری بھلائی کے طالب رہتے ہیں۔ اور ہم پر رحم و کرم فرماتے ہیں۔ ایسے سراپا رحمت پیغمبر کو نہ ماننا بڑی بد نصیبی ہے۔

دیکھو! حدیث معراج میں ہے آدم علیہ السلام سیدھی طرف اپنی نیک اولاد کو دیکھتے ہیں اور بائیں طرف بری اولاد کو دیکھتے ہیں اور ناخوش ہوتے ہیں۔ یہ حکم دو چار اولاد کے متعلق نہیں بلکہ تمام اولاد سے متعلق ہے۔ جب آدم علیہ السلام کو اپنی اولاد کا علم ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی ساری امت کا علم ہو تو کیا تعجب کی بات ہے؟ ان لوگوں کا خیال قابل افسوس ہے جو شیطان کو ہمارے حال سے واقف ہونے کو جائز سمجھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حال سے واقف ہونے کو ناجائز۔ یہ لوگ نبی کریم! تم کو مانیں تو بہتر، نہ مانیں تو آپ صاف صاف

کہہ دو۔ مجھے میرا اللہ بس ہے، مجھے خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں، تمام دنیا جہان کی تختِ سلطنت کا وہ رب ہے، وہی میرا یار ہے، مددگار ہے۔[1]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

"کیا اللہ بس نہیں ہے، کافی نہیں ہے؟ اپنے بندہ کو"[2]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"پیغمبر! تم کہو اللہ مجھے بس ہے۔"[3]

علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، الانفال، آیت ۶۲:

"پھر اس طاقت و شوکت کے بعد بھی اگر وہ صلح پر مائل ہوں تو صلح کر لیجیے اور اسلام پر بھروسہ رکھیے اُن کے کید و مکر آپ پر کچھ نہ چلیں گے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس نے آپ کو بغیر اسباب ظاہری اپنی فتح اور مومنین سے بھی مدد کی ہے۔"[4]

سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

"پس اگر اس پر بھی نہ مانیں تو کہہ دو کہ مجھے تمہاری کچھ پروا نہیں حسبی اللہ، مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے"[5]

1۔ تفسیر صدیقی، جلد ۳، صفحہ ۱۴۵۶۔

2۔ تفسیر صدیقی، جلد پنجم، صفحہ ۲۹۵۴۔

3۔ صفحہ ۲۹۵۶۔

4۔ تفسیر حقانی، جلد دوم، صفحہ ۴۷۵۔

5۔ حقانی، جلد ۲، صفحہ ۵۲۵۔

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

مولانا عبد الحق حقانی دہلوی کُفّارو مشرکین کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے ان کے جھوٹے معبودوں کے نافع ضار گمان رکھنے پر لکھتے ہیں:

اس لیے اللہ تعالیٰ اس خیال کے غلط کرنے کو اول اپنی مدد اور حمایت کا بھروسہ دلاتا ہے، "کیا خدا اپنے بندے کی مدد کو کافی نہیں کہ اے نبی تجھ کو اللہ کے سوا اور معبودوں سے ڈراتے ہیں۔"[1]

اور مزید آیت ۳۸ کے تحت لکھتے ہیں:

حجت تمام کر کے آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ قل حسبی اللہ کہہ دے مجھے اللہ بس ہے[2]

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی متوفی ۱۳۳۷ھ لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

ترجمہ:

"اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو بس ہے اللہ"

تفسیر:

یعنی اور اگر ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ تجھ کو فریب دیں یعنی اس غرض سے صلح کی کہ تجھے فریب میں ڈالیں اور دل میں غدر چھپائے رہے اور چاہا

1۔ حقانی جلد ۴، صفحہ ۱۶۰۔

2۔ ایضاً، صفحہ ۱۶۱۔

کہ اس بہانے سامان و قوت جمع کر لیں تو خوف مت کر ان سے صلح کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک تجھے کافی ہے ان کے غدر و خیانت وغیرہ کی ہر بدی و برائی کو تجھ سے دور رکھے گا۔[1]

الانفال ۶۴:

ترجمہ:

"اے نبی کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہوئے مسلمان"

تفسیر:

ہر حال میں اللہ، تیرے ہر کام کے سر انجام کے لیے کافی ہے پس کافروں پر جہاد کے امور میں تجھ کو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے ومن اتبعك من المؤمنین میں "واؤ" محتمل ہے کہ "نام جلیل" پر عطف ہو پس "من" محل رفع میں ہے اور شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور معنیٰ یہ ہیں کہ کافی ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور کافی ہیں تجھ کو مؤمنین۔ شیخ مہائمی نے اپنی تفسیر تبصیر الرحمن میں لکھا کہ معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کافی ہے اگرچہ تیرے ساتھ کوئی اور نہ ہو، اور اگر تو ظاہری اسباب پر نظر کرے تو تیری پیروی کرنے والے مومنین تجھے کافی ہیں۔ ہدی النبوی من اسم اللہ تعالیٰ پر عطف ہونے کو ضعیف قرار دیا اور موضع "کاف" ہی پر عطف کو مقصور کیا کہ معنیٰ اسی وجہ پر مستقیم ہیں۔ اور خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مناقشہ کیا اور کہا کہ اس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ فراء و کسائی نے اسی کو ترجیح دی اور کلام ماقبل و مابعد اسی کا موئد ہے۔ پوشیدہ نہیں کہ مومنین کا کافی ہونا اس تاویل پر جو شیخ مہائمی نے ذکر فرمائی

1۔ تفسیر مواہب الرحمن، جلد ۳، جزعاشر، صفحہ ۲۶۔

ہے کہ نظر باسباب ظاہری تجھ کو وہ کافی ہیں تو آنحضرت ﷺ کی شان نبوت کے ساتھ نظر مذکور مستبعد ہے پس ایسی تاویل کا بعید ہونا ظاہر ہے۔[1]

پارہ ۱۱، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

ترجمہ:

"تو تو کہہ دے کافی ہے مجھے میرا اللہ تعالیٰ"

تفسیر:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ علام الغیوب ہے پس جب مخلوق اس کی عظمت خطاب کے لائق نہ تھی تو اپنا رسول انہیں کی جنس سے برگزیدہ فرما کر اس کو اپنی صفات سے آراستہ کر کے حق و صدق کے ساتھ بھیج کر مخلوق میں سے جن کو چاہا ہدایت میں مستقیم کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا اور حکم دیا بقولہ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو الخ اس کا قرب مجھے کافی ہے کہ دو جہاں اس کے مقابلے میں ہیچ و بے نشان ہے۔[2]

پارہ ۱۱، سورۃ زمر، آیت ۳۶:

(ترجمہ) کیا اللہ بس نہیں اپنے بندے کو"

تفسیر:

یعنی اپنے بندے کی حفاظت کے واسطے کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں ہے؟[3]

1۔ مواہب الرحمن، سوم، صفحہ ۳۰۔

2۔ مواہب الرحمن، جلد ۳، جزء ۱۱، صفحہ ۸۱۔

3۔ مواہب الرحمن، جلد ۷، جزء ۲۴، صفحہ ۴۔

حضرت غوث الحق مخدوم نوح سرور ہالائی سندھی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۹۸ھ

الانفال آیت ۶۲ تا ۶۴

"یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰه۔"

وان یریدوا ان یخدعوک۔۔۔۔ "واگر خواہند کہ بفریبند ترابہ صلح پس بہ درستی کہ بس است تراخدای اوست آن خدای کہ قوت داد ترابہ نصرت خویش و بہ مومنان کہ انصار اند (آیت ۶۲)

والفت فگند میان دل ہائی اینان اگر نفقہ می کردی تو آنچہ درزمین است ہمہ نمی توانستی کہ الفت افگنی میان دل ایشان ولیکن خدای الفت افگند میان ایشان بہ درستی کہ او عزیز است حکیم (آیت ۶۳)

ای پیغمبر محترم عظیم الشان بس است تراخدای وآن کسی کہ پیروی کرد تراازمومنان (یعنی عمر خطاب رضی اللہ عنہ)(آیت ۶۴)

(فارسی ترجمہ: حضرت غوث الحق مخدوم نوح سرور ہالائی سندھی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۹۸ھ / مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو / باہتمام مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ / اشاعت اول ۱۴۰۱ھ / صفحہ ۱۸۶)

سورۃ توبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

بہ درستی کہ آمد بہ شما پیغمبری (عظیم الشان) از نفس ہای شما(از فرزندان اسماعیل) کہ سخت است بروہر مشقت ومفرت کہ بہ شمامی رسد حریص است برہدایت وایمان شمابہ مومنان بہ غایت مہربان ورحیم (۱۲۸)

پس اگر اعراض کنند از ایمان پس بگو بس است مرا خدای۔۔۔خدای نیست مگر او بر و توکل کردیم واست پروردگار عرش با عظمت (۱۲۹)[1]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

ای نیست خداری کفایت کنندہ بندۂ خویش راو می ترسانند ترا(اَی محمد) مشرکان بآنہا کہ از غیر خدائی می پرستند و ہر کہ گمراہ کند خدائی او را پس بنا شد او را ہیچ راہ نمائندہ[2]

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

پس کفایت کنندہ است تر خدا ہمو نست آنکہ قوت داد ترا بیاری دادن خود بہ مسلمانان

ترجمہ:

تو تم کو کفایت کرے گا تمہیں خدا، وہ وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد سے اور مسلمانوں کے ذریعے۔[3]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

اے پیغامبر کفایت کنندہ است ترا خدا و کفایت کنند ترا آنکہ پیروی تو کردہ انداز مسلمانان

1۔ صفحہ ۲۰۸: ترجمہ: حضرت مخدوم نوح۔

2۔ صفحہ ۴۶۳؛ ترجمہ: حضرت مخدوم شاہ۔

3۔ فارسی ترجمۂ قرآن، ایڈیشن ۱۳۵۱، تاج کمپنی، صفحہ ۲۲۳۔

ترجمہ:

"اے پیغمبر! تمہیں خدا کافی ہے، اور تمہیں کفایت کرتے ہیں تمہاری پیروی کرنے والے مسلمان۔[1]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۹:

پس اگر باز گردند بگو بس ست مرا خدا ہیچ معبود نیست بجز وے بروے توکل کردم داد خداوندِ عرش بزرگ است۔

ترجمہ:

تو اگر وہ نہ مانیں، تم کہو مجھے میرا خدا بس ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، اسی پر میرا بھروسہ ہے، جو پروردگار ہے بڑے عرش کا۔[2]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ ؕ آیا نیست خدا کارساز بندۂ خودرا

ترجمہ:

کیا نہیں ہے خدا کارساز اپنے بندے کے لیے۔[3]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ؕ بگو بس است مرا خدا

ترجمہ:

تم کہو مجھے میرا خدا بس ہے۔[4]

1۔ حوالہ سابقہ۔

2۔ فارسی ترجمۂ قرآن، ایڈیشن ۱۳۵۱، تاج کمپنی، صفحہ ۲۵۰۔

3۔ فارسی ترجمہ قرآن، ایڈیشن ۱۳۵۱، تاج کمپنی، صفحہ ۵۵۶۔

4۔ صفحہ ۵۵۷۔

قارئین محترم! متقدمین ومتاخرین علماء اہلسنت کے تفسیری مضامین سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے کفار و مشرکین کے رد میں اور انہیں تنبیہ فرماتے ہوئے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص اپنی بارگاہ سے کفایت عطا فرمانے کا تذکرہ فرمایا ہے، زیر مطالعہ آیات میں حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔ "قل" اور "عبدہ" میں بھی میرے آقا ﷺ ہی کو خطاب کیا گیا ہے۔ علمائے اہلسنّت رحمہم اللہ کی تفاسیر ہی کی تائید میں آپ دیوبندی، وہابی اور غیر مقلد علماء کی تحریروں کو ملاحظہ کریں، تاکہ مفسرین اہلسنّت کے مؤقف کی حقّانیت وصداقت واضح ہو۔

دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی حسین علی بھچرانوی کے تفسیری افادات ان کے شاگرد مولوی غلام اللہ دیوبندی نے مرتب کیے ہیں جس میں پارہ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۶ "الیس اللہ بکاف عبدہٗ" کی تفسیر میں مرقوم ہے،

"یہ تنبیہ ہے مشرکین کو جو آنحضرت ﷺ کو اپنے معبودوں سے ڈراتے تھے متنبہ اور خبردار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد ﷺ کے لیے کافی ہے جو ہر خوف وخطر سے محفوظ رکھے گا۔"

پھر اسی سورۃ الزمر کی آیت ۳۸ "قل حسبی اللہ الخ" کے تحت مرقوم ہے،

"اور حاصل یہ کہ جن خود ساختہ کارسازوں سے مجھے ڈراتے ہو وہ بالکل بے بس اور عاجز ہیں اور خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتے "قل حسبی اللہ الخ" اس لیے آپ اعلان فرمادیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں مجھے اللہ کافی ہے۔[1]

1۔ تفسیر جواہر القرآن، جلد ۳، صفحہ ۱۰۳۳۔ / تفسیر بلغۃ الحیران صفحہ ۲۸۹۔

مولوی عبد الماجد دریا آبادی صاحب لکھتے ہیں

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

ترجمہ:

"اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ آپ کے لیے کافی ہے"

تفسیر:

(اور جس طرح اس نے کہا ماضی میں کیا مستقبل میں بھی وہی قادر ہے)

ان یخدعوك یعنی اسی صلح و مصالحت کی آڑ میں وہ آپ کو دھوکا دینا چاہیں فحسبك اللہ یہ محض اتفاق نہیں اتفاق سے کچھ زائد ہی ہے کہ آیت کے نزول کے بعد کسی موقع پر رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کید و فدع سے کامیابی ثابت نہیں۔[1]

الانفال، آیت ۶۴:

ترجمہ:

"اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مومنین بھی جنہوں نے آپ کا اتباع کیا ہے۔"

تفسیر:

مرتبۂ حقیقی میں صرف اللہ اور درجۂ ظاہری میں مومنین متبعین بھی

(۳۸۹)

1۔ تفسیر ماجدی، صفحہ ۳۸۸، مطبوعہ تاج کمپنی۔

سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

ترجمہ:

"پھر اگر (وہ لوگ) روگردانی کرتے رہیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے تو اللہ کافی ہے۔"

تفسیر:

جب آپ کی شفقت ساری خلق اللہ کے لیے تھی اور آپ کے دل میں درد نوع انسانی کے لیے تھا تو خاص مومنین کے ساتھ آپ کے درجۂ الفت و کرم اور شفقت و تعلق قلب کا کہنا ہی کیا۔ "فان تولو "یعنی یہ لوگ یہ سب کچھ جاننے، سمجھنے اور سُننے کے بعد بھی اگر انکار پر قائم رہیں "حسبی اللہ" یعنی میرا حافظ و ناصر تو وہی مولیٰ حقیقی ہے مجھے تمہارے اعراض و انکار سے ضرر کیا؟ "علیہ توکلت" یعنی میرا تکیہ اسی ذات عظیم پر ہے نہ کہ اپنے نفس پر یا کسی اور ذت کے اوپر۔ [1]

سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

ترجمہ: "کیا اللہ اپنے بندہٗ (خاص) کے لیے کافی نہیں؟"

تفسیر:

قرآن مجید جواب دیتا ہے کہ کائنات کی ہر ممکن مخالفانہ قوت سے دفاع کے لیے حق تعالیٰ خود بالکل کافی ہے عبدہٗ عبد سے مراد جیسا کہ سیاق کلام سے بالکل ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ ہیں۔"

1۔ ماجدی، صفحہ ۴۳۰۔

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

ترجمہ:

”آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے تو اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔“

تفسیر:

جب خدا پر تکیہ کر لیا تو اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس کے ماتحت کائنات میں جتنی بھی مخلوقات ہیں اب کسی کی طرف سے کھٹکا نہ رہا۔ (صفحہ ۹۲۶)

مولوی فتح محمد جالندھری کا ترجمہ ملاحظہ ہو

سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

”اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کریگا۔ وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی“[1]

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

ترجمہ:

”اے نبی! خدا تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔“[2]

سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

ترجمہ:

”پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ خدا مجھے کفایت

1۔ ترجمہ، ایڈیشن نمبر 2/ 358، تاج کمپنی، صفحہ ۱۸۴۔

2۔ ترجمہ، ایڈیشن نمبر 2/ 358، تاج کمپنی، صفحہ ۱۸۴۔

کرتا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر میرا بھروسا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"[1]

سورۃ زمر، آیت ۳۶:

"کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ تم کو ان لوگوں سے جو اس کے سوا ہیں (یعنی غیر خدا سے) ڈراتے ہیں۔"[2]

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"کہہ دو کہ مجھے خدا ہی کافی ہے بھروسا رکھنے والے اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔"[3]

مولوی محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ ملاحظہ ہو

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ اُسی نے زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔"

الانفال، آیت ۶۴:

"اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں مسلمان"

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہیں تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہیں۔ پھر بھی

1۔ جالندھری، صفحہ ۲۰۳۔

2۔ حوالہ سابقہ، صفحہ ۳۵۵۔

3۔ ترجمہ جالندھری، صفحہ ۴۵۶۔

اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔"

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

"کیا اللہ بس نہیں اپنے بندہ کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں اُن سے جو اس کے سوائے ہیں۔"

سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ، اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے"

مولوی شبیر احمد عثمانی انہی زیر نظر آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اگر صلح کر کے وہ لوگ دغابازی کریں اور عہد شکنی کا ارادہ کر لیں تو فکر نہ کیجیے، خدا آپ کی مدد کے لیے کافی ہے، اُن کے سب فریب و خداع بیکار کر دیگا۔ اُسی نے بدر میں آپ کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جاں نثار و سر فروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی۔"[1]

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"اس کے دو معنٰی ہو سکتے ہیں۔ اکثر سلف کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اے پیغمبر! خدا تجھے اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے یعنی کثرت عدو اور بے سروسامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور بعض علماء نے یہ معنٰی لیے ہیں کہ

1۔ تفسیر عثمانی، صفحہ ۲۳۹۔

اے پیغمبر! تجھ کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہر اسباب کے اعتبار مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو کافی ہے۔"[1]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت۱۲۹:

"اگر آپ کی عظیم الشان شفقت، خیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اگر فرض کیجیے ساری دنیا آپ سے منہ پھر لے تو تنہا خدا آپ کو کافی ہے جس کے سوا نہ کسی کی بندگی ہے نہ کسی پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان کی سلطنت اور "عرشِ عظیم" (تختِ شہنشاہی کا) مالک وہ ہی ہے۔"[2]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت۳۶:

"مشرکین پیغمبر ﷺ کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے اُن کو غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں اُس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا، اُسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اُس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اُس کو کافی نہیں"[3]

سورۃ الزمر، آیت۳۸:

"پتھر کی بے جان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب مل کر بھی خدا کی بھیجی ہوئی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف و راحت کو اس کی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ تم ہی بتاؤ دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کو اپنی مدد کے لیے کافی سمجھا جائے۔"[4]

1۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۲۳۹، مطبوعہ مغربی جرمنی، ۱۹۷۵ء۔

2۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۲۶۸۔

3۔ عثمانی، صفحہ ۵۹۹۔

4۔ عثمانی، صفحہ ۵۹۹۔

سر سید احمد خان علیگڑھی نیچری کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ ہو

ترجمہ و تفسیر نقل کرنے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ موصوف نے اپنے عجیب مزاج کے تحت تفسیر بالرائے کیساتھ آیاتِ قرآنیہ کے نمبروں میں بھی جمہور مفسرین سے اختلاف کیا ہے فقیر راقم الحروف کے تصرف میں جو نسخہ ہے اس میں زیر نظر آیت کا نمبر ۶۴ رقم کیا ہے جبکہ اصل آیت نمبر ۶۲ ہے اسی طرح کہ فرق دیگر مقامات پر بھی ہے۔

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

ترجمہ:

"اور اگر وہ ارادہ کریں کہ تجھ کو فریب دیں تو بیشک کافی ہے تجھ کو اللہ وہ وہ ہے جس نے تائید کی تیری اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے۔"[1]

الانفال، آیت ۶۴:

ترجمہ:

"اے نبی! کافی ہے تجھ کو اللہ اور وہ جنہوں نے تیری پیروی کی ہے جو مسلمان ہیں۔"[2]

پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

ترجمہ:

"بیشک آیا تمہارے پاس رسول تمہیں میں سے اس کو ناگوار ہے یہ کہ تم ایذا میں پڑو حرص کرنے والا ہے تمہاری بھلائی پر، مسلمانوں کیساتھ شفقت

1۔ تفسیر القرآن، جلد ۴، صفحہ ۲۹۔

2۔ ایضاً، صفحہ ۳۰۔

کرنے والا ہے مہربان۔ پھر اگر پھر جاویں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ، نہیں ہے کوئی معبود بجز اُس کے اُسی پر میں نے توکل کیا ہے اور وہ مالک ہے عرش یعنی بادشاہت بڑی کا۔[1]

قارئینِ محترم! جمہور عُلماء و صُلحاء اور قرأ و حفّاظ کے نزدیک سورۂ توبہ کی کل آیات کی تعداد ۱۲۹ ہے لیکن علیگڑھ کے اس نام نہاد مترجم و مفسر کے نزدیک سورۂ توبہ کی آیات کی تعداد ۱۳۰ ہے۔

سات ۷ علماء (اثناء عشری) کا مشترکہ ترجمہ و تفسیر

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

ترجمہ:

"کیا خدا اپنے بندے (کی نجات اور حفاظت) کے لیے کافی نہیں ہے۔"[2]

تفسیر نمونہ میں بھی اللہ کے اس وعدے کو رسول اکرم ﷺ کے لیے مراد لیا گیا ہے۔

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

ترجمہ:

"کہہ دے خدا میرے لیے کافی ہے، اور تمام توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہیے۔"[3]

1۔ تفسیر القرآن، جلد ۴، صفحہ ۱۳۳۔۱۳۲۔

2۔ تفسیر نمونہ، جلد ۱۹، صفحہ ۳۶۴، مطبوعہ لاہور۔

3۔ تفسیر نمونہ، جلد ۱۹، صفحہ ۳۷۴۔

مولوی محمد جوناگڑھی (غیر مقلد) اور صلاح الدین یوسف (غیر مقلد) کا ترجمہ وتفسیر

سورۃ الانفال، آیت: ۶۲ تا ۶۴:

اگر وہ تجھ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے۔ انکے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے۔ اے نبی تجھے اللہ کافی ہے اور وہ مومن جو تیری پیروی کر رہے ہیں۔

حاشیہ:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مومنوں پر جو احسانات فرمائے ان میں سے ایک بڑے احسان کا ذکر فرمایا ہے، وہ یہ کہ نبی ﷺ کی مومنین کے ذریعے سے مدد فرمائی، وہ آپ کے دست وبازو اور محافظ و معاون بن گئے مومنین پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے درمیان پہلے جو عداوت تھی، اسے محبت و الفت میں تبدیل فرمادیا پہلے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اب ایک دوسرے کے جانثار بن گئے پہلے ایک دوسرے کے دلی دشمن تھے اب آپس میں رحیم و شفیق ہوگئے۔ صدیوں پرانی باہمی عداوتوں کو اس طرح ختم کر کے باہم پیار اور محبت پیدا کر دینا، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور اس کی قدرت و مشیت کی کار فرمائی تھی ورنہ یہ ایسا کام تھا کہ دنیا بھر کے خزانے بھی اس پر خرچ کر دیے جاتے تب بھی یہ گوہر مقصود حاصل نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کا ذکر سورۃ

آل عمران آیت ۱۰۳ "اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ" میں بھی فرمایا ہے اور نبی ﷺ نے بھی غنائم حنین کے موقع پر انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے جماعت انصار! کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے اللہ نے میرے ذریعے سے تمہیں ہدایت نصیب فرمائی۔ تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے خوشحال کر دیا اور تم ایک دوسرے سے الگ الگ تھے اللہ نے میرے ذریعے سے تمہیں آپس میں جوڑ دیا" نبی ﷺ جو بات کہتے انصار اس کے جواب میں یہی کہتے "اللّٰہ و رسولہٗ امَنّ" اللہ اور اس کے رسول کے احسانات اس سے کہیں زیادہ ہیں"[1]

سورۃ توبہ ۱۲۸۔۱۲۹:

"تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔"[2]

حاشیہ:

سورۃ کے آخر میں مسلمانوں پر نبی ﷺ کی صورت میں جو احسان عظیم فرمایا گیا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے آپ ﷺ کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ تمہاری

1۔ صحیح بخاری ؛ کتاب المغازی ؛ باب غزوۃ الطائف: صحیح مسلم ؛ کتاب الزکوۃ ؛ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم علی الاسلام: تفسیر احسن البیان، صفحہ ۲۴۰۔۲۴۱۔

2۔ ترجمہ و تفسیر احسن البیان صفحہ ۲۷۰۔

جنس بشریت سے ہیں۔ "عَنَت"، ایسی چیزیں جن سے انسان کو تکلیف ہو اس میں دنیاوی مشقتیں اور اخروی عذاب دونوں آجاتے ہیں اس پیغمبر پر تمہاری ہر قسم کی تکلیف و مشقت گراں گزرتی ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ "میں آسان دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں"[1] ایک اور حدیث میں فرمایا، " ان ھٰذا الدین یسر "[2] تمہاری ہدایت اور تمہاری دنیوی اور اُخروی منفعت کے خواہشمند ہیں اور تمہارا جہنم میں جانا پسند نہیں فرماتے اسی لیے آپ نے فرمایا کہ "میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی نارِ جہنم میں داخل ہوتے ہو[3] یہ ساری خوبیاں آپ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات کی مظہر ہیں یقیناً آپ ﷺ صاحب خلق عظیم ہیں آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور دین رحمت سے جو روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے جو کفر و اعراض کرنے والوں کے مکر کید سے مجھے بچالے گا۔

سورۃ الزمر آیت ۳۶:

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا، اوروں سے ڈرا رہے ہیں اور اللہ جسے گمراہ کردے اس کی راہ نمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

حاشیہ:

اس سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ (صفحہ ۶۰۵) مطلب یہ ہے کہ

1۔ مسند احمد؛ جلد ۵ صفحہ ۲۶۶: جلد ۶، صفحہ ۲۳۳۔
2۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان۔
3۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ۲۶ الانتہا من المعاصی۔

آپ کو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب آپ کا حامی وناصر ہو تو آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ ان سب کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے (صفحہ ۶۰۵)

مولوی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال ۶۲

"وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اور حفاظت کرنے کے لیے کافی ہیں، وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی غیبی امداد یعنی ملائکہ سے اور ظاہری امداد یعنی مسلمانوں سے قوت دی"[1] چند پیراگراف کے بعد لکھتے ہیں، "اسی وعدۂ خداوندی کے تحت اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ کو عمر بھر کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دشمنوں کے دھوکہ فریب سے کوئی گزند پہنچی ہو۔ اسی لیے علماء تفاسیر نے فرمایا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت ﷺ کے لیے ایسا ہے جیسا کہ "وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس" کا وعدہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی نگرانی کرنے والے صحابہ کرام کو مطمئن اور سبکدوش فرما دیا تھا۔ اسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص تھا (بیان القرآن) دوسرے لوگوں کو ظاہری تدبیر اور گردوپیش کے حالات کے تابع کام کرنا چاہیے۔[2]

سورۃ الانفال کی آیت ۶۴

"اے نبی ﷺ آپ کے لیے حقیقت میں اللہ کافی ہے اور جن

1۔ تفسیر معارف القرآن، جلد چہارم، صفحہ ۲۷۱۔

2۔ معارف القرآن جلد ۴، صفحہ ۲۷۵۔

مؤمنین نے آپ کی اتباع کی ہے۔ ظاہراً وہ کافی ہیں۔[1]

سورۂ توبہ، آیت ۱۲۹

"ایسے سوال سے مستفید نہ ہونا بڑی محرومی ہے پھر اگر اس پر بھی آپ کو رسول ماننے سے اور آپ کے اتباع کرنے سے روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے میرا کیا نقصان ہے میرے لیے تو اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ پس معبودیت اس کے ساتھ مختص ہے تو لا محالہ سارے کمالات علم و قدرت اس میں بیمثل ہونگے پھر مجھ کو کسی کی مخالفت سے کیا اندیشہ میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے تو اور چیزیں تو بدرجۂ اولیٰ اس کی مملوک ہوں گی پس اس پر بھروسہ کرنے کے بعد مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں البتہ تم اپنی فکر کرلو حق کا انکار کرکے کہاں رہوگے۔[2]

سورۂ زمر آیت ۳۶ پارہ ۲۴:

"کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ خاص محمد ﷺ کی حفاظت کے لیے کافی نہیں یعنی وہ تو سب ہی کی حفاظت کے لیے کافی ہے تو اپنے محبوب خاص بندے کے لیے کیوں کافی نہ ہوگا اور یہ لوگ ایسے احمق ہیں کہ حفاظت خداوندی سے تجاہل کرکے آپ کو ان جھوٹے معبودوں سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا تجویز کر رکھے ہیں۔۔۔

"آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے خدا کافی ہے توکّل کرنے والے اسی پر توکّل کرتے ہیں اسی لیے میں بھی اسی پر توکّل اور بھروسہ رکھتا ہوں اور تمہارے خلاف و عناد کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔"[3]

1۔ معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۲۷۶۔

2۔ جلد ۴ صفحہ ۴۹۵۔

3۔ معارف القرآن جلد ہفتم صفحہ ۵۵۸۔۵۵۹۔

شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"یعنی اگر روگردانی کریں تو کہہ دیجیے کہ اس میں میرا کچھ نقصان نہیں۔"[1]

"قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ" کے تحت لکھتے ہیں

"توکل کرنے والے خدائے قدوس ہی پر توکّل کرتے ہیں پس میں بھی اسی پر توکّل رکھتا ہوں اور تمہاری مخالفت اور عناد کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔"[2]

پ ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۶ کے تحت لکھتے ہیں،

"تجھ کو ڈراتے ہیں یعنی تو بتوں کو نہیں مانتا وہ تجھ پر غضبناک ہوں گے کچھ تیرا بُرا کر دینگے وہ جس کی مدد پر اللہ ہو اس کا بُرا کون کر سکے۔"[3]

غیر مقلد مولوی عبدالستار دہلوی کے انہی آیات کے تراجم ملاحظہ ہوں

پ ۱۰ الانفال ۶۲:

"اور اگر ارادہ کریں یہ کہ فریب دیں تجھ کو پس تحقیق کفایت کرنے والا تیرا اللہ ہے۔"

الانفال ۶۴:

"اے نبی کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے"

1۔ تفسیر موضح القرآن۔

2۔ موضح القرآن پارہ ۲۴، سورۃ الزمر آیت ۳۸۔

3۔ حاشیہ موضح القرآن بر ترجمہ شاہ رفیع الدین ایڈیشن ۳۵۲، مطبوعہ تاج کمپنی، صفحہ ۵۵۶۔

حاشیہ فوائد ستاریہ:

اکثر مفسرین نے یہ معنی کیے ہیں کہ کافی ہے تجھ کو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ، اسی معنیٰ کو امام الائمہ نے صحیح کہا ہے اور بعض نے یہ معنیٰ کیے ہیں کہ کافی ہے تجھ کو اللہ اور مومن، امام الائمہ نے کہا ہے کہ جس نے یہ معنیٰ کیے ہیں اس نے سخت غلطی کھائی ہے بلکہ اس کا قول از قبیل کفر ہے اس لیے کہ کافی ہونا صرف اللہ ہی کا کام ہے۔

غیر مقلدین کے امام الائمہ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ یہ قول از قبیل کفر ہے اگر اس کو بفرض محال صحیح تصور کر لیا جائے تو پھر تو پورے عالم اسلام میں ایک بھی مسلمان باقی نہیں رہے گا۔

پ ۱۱ توبہ آیت ۱۲۹:

"پس اگر پھر جاویں پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اس کے بھروسہ کیا میں نے اور وہ ہے پروردگار تخت بڑے کا۔"

پ ۲۴ سورۃ الزمر ۳۶:

"کیا نہیں اللہ کفایت کرنے والا بندے اپنے کو۔"

سورۃ الزمر ۳۸:

"کہہ دو کفایت ہے مجھ کو اللہ اوپر اس کے توکّل کرتے ہیں سب توکل کرنے والے۔

مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی صاحب کے تراجم ملاحظہ ہوں

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

اور اگر ارادہ کریں یہ کہ فریب دیں تجھ کو پس تحقیق کفایت کرنے والا تیرا اللہ ہے۔ وہی ہے جس نے قوت دی تجھ کو ساتھ مدد اپنی کے اور ساتھ مسلمانوں کے۔"

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"اے نبی! کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جس نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے"[1]

پ ۱۱، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

"پس اگر پھر جاویں، پس کہہ کفایت ہے مجھ کو اللہ۔"

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

"کیا نہیں اللہ کفایت کرنے والا بندے اپنے کو۔"

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"کہہ کہ کفایت ہے مجھ کو اللہ اوپر اس کے توکل کرتے ہیں سب توکل کرنے والے۔"

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی یوں ترجمہ کرتے ہیں

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

"اگر انکا ارادہ تم سے دغا کرنے کا (بھی) ہو گا تاہم (تم کچھ پرواہ نہ کرو)

1۔ مطبوعہ تاج کمپنی ۳۵۲، صفحہ ۲۲۳۔

اللہ تم کو بس کرتا ہے (اے پیغمبر) وہی (قادر مطلق) ہے جس نے اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے تم کو قوت دی۔"

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"اے پیغمبر! اللہ اور مسلمان جو تمہارے تابع فرمان ہیں تم کو بس کرتے ہیں۔"

پ ۱۱ سورۃ التوبہ ۱۲۹:

"اس پر بھی یہ لوگ سر تابی کریں تو (اے پیغمبر ان سے صاف) کہہ دو کہ مجھ کو خدا بس کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں۔"

پ ۲۴، سورۃ الزمر آیت ۳۶:

"کیا خدا اپنے بندے (محمد ﷺ کی حفاظت) کے لیے کافی نہیں؟"

پ ۲۴، سورۃ الزمر آیت ۳۸:

"(اے پیغمبر تم) کہو کہ مجھے تو خدا بس کرتا ہے (اور) بھروسا رکھنے والے اسی پر بھروسا رکھا کرتے ہیں۔"[1]

اشرف علی تھانوی کے تراجم متعلقہ آیات ملاحظہ ہوں

پ ۱۰ الانفال آیت ۶۲:

"اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہیں۔ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (ملائکہ) سے اور (ظاہری امداد) مسلمانوں سے قوت دی۔"

1۔ چراغِ ہدایت، ترجمہ قرآن مجید بالترتیب صفحات ۲۲۶ اور ۵۸۸۔

سورۃ الانفال آیت ۶۳:

"اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔"

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے، اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔"

پ ۱۱ سورۃ توبہ ۱۲۹:

"پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے (میرا کیا نقصان ہے) کہ میرے لیے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ وناصر) کافی ہے۔"

پ ۲۴، سورۃ الزمر ۳۶:

"کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہٗ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کے لیے کافی نہیں۔"

پ ۲۴، سورۃ الزمر ۳۸:

"آپ کہہ دیجیے کہ (اس سے ثابت ہوگیا کہ) میرے لیے خدا کافی ہے توکل کرنے والے اُسی پر توکل کرتے ہیں۔"[1]

1۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر بیان القرآن (اختصار شدہ) مطبوعہ تاج کمپنی۔

حافظ قاری فہیم الدین احمد صدیقی کے تراجم انہی آیات سے متعلق ملاحظہ ہوں

سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو دھوکا دیں تو اللہ آپ کے لیے کافی ہے، وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی امداد سے اور مومنین سے قوت بخشی۔

سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

اے نبی! اللہ آپ کو کافی ہے، اور وہ مومنین جنہوں نے آپ کا اتباع کیا ہے۔

پ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

تم ہی میں سے تمہارے پاس ایک رسول پہنچے ہیں جن کو تمہاری تکلیف بری گراں گزرتی ہے جو تمہارے نفع اور بھلائی کی بڑی خواہش رکھتے ہیں، اور مؤمنین پر بڑی شفقت اور مہربانی رکھتے ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے۔

پ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے؟

پ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

آپ کہہ دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

امین اصلاحی صاحب کے نزدیک بھی زیر نظر آیات میں خطاب حضور پرنور ﷺ سے ہے

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۲:

اگر وہ تم کو دھوکہ دینا چاہیں گے تو اللہ تمہارے لیے کافی ہے، وہی ہے جس نے اپنی نصرت سے اور مؤمنین کے ذریعے سے تمہاری امداد کی۔[1]

پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴:

"یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" یہ آیت تمہید ہے اس حکم کی جو بعد والی آیت میں مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے نبی ﷺ کو دیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ تمہارے لیے اللہ کی مدد اور ان تھوڑے سے مسلمانوں ہی کی رفاقت کافی ہے، تو تم کفار کی کثرت اور اپنے ساتھیوں کی قلت کی فکر نہ کرو گویا وہی بات جو اوپر "فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ" کے الفاظ میں ارشاد ہوئی ہے، یہاں دوسرے اسلوب سے کہی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ "وَمَنِ اتَّبَعَكَ" کا عطف اللہ پر ماننے سے شرک کا پہلو پیدا ہوتا ہے لیکن یہ خیال کلام کے سیاق و سباق پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے، ہم نے جو تاویل کی ہے وہ بالکل واضح، قرآن کے نظائر کے مطابق اور شرک کے ہر شائبہ سے پاک ہے۔[2]

1۔ تدبر القرآن جلد ۳، صفحہ ۵۰۲۔

2۔ تدبر القرآن، جلد ۳، صفحہ ۵۰۶۔

پ ۱۱، سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

"تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آچکا ہے جس پر تمہارا ہلاکت میں پڑنا بہت شاق ہے، وہ تمہارے ایمان کا حریص اور اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت و رحمت ہے پس اگر وہ روگردانی کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے۔"[1]

تفسیر فَاِنۡ تَوَلَّوۡا۔۔۔الآیۃ:

اس آیت میں خطاب پیغمبر ﷺ سے ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تمہاری بعثت کی شکل میں جو خیر عظیم ان کے لیے نازل فرمایا ہے اگر یہ ناقدرے اور ناشکرے لوگ اس کی قدر نہیں کرتے تو اس میں انہی کی تباہی ہے، تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے تم ان کے ایمان وہدایت کے حریص اور ان کی دنیا اور آخرت کی صلاح و فلاح کے لیے بے چین ہو اور اس میں تمہارا نہیں بلکہ سراسر انہی کا نفع ہے اگر یہ تمہاری قدر کرتے تو اپنی ہی دنیا اور آخرت سنوارتے لیکن یہ حقیقت ان کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے تو تم ان کی پروا نہ کرو بلکہ ان کو صاف صاف سنادو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ یعنی میں تمہارا جو حریص ہوں تو اپنے لیے نہیں بلکہ تمہارے ہی لیے ہوں تم نہیں آتے تو یہ نہ سمجھو کہ میں تنہا اور بے یار و مددگار رہ جاؤں گا۔ میری پناہ، میرا سہارا اور میری قوت و جمعیت میرا اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ میرا بھروسہ اس پر ہے اور وہی اس عرشِ عظیم کا مالک اور خداوند ہے تو جس کا بھروسہ اس عرش عظیم کے رب پر ہے اس کو دوسروں کی ناقدری اور بیزاری کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔"[2]

1۔ تدبر القرآن، جلد ۳، صفحہ ۶۵۳۔

2۔ تدبر القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۶۷۔۶۶۸۔

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ [1]

تفسیر:

یہ آنحضرت ﷺ کے لیے تسلی ہے کہ یہ مشرکین تمہاری دعوتِ توحید پر تم کو اپنے اصنام اور آلہہ کے قہر و غضب سے ڈراتے ہیں کہ تم نے ان کی مخالفت جاری رکھی تو وہ کسی مصیبت میں پھنسادیں گے۔ کیا ان نادانوں کے نزدیک اللہ اپنے بندے کی حفاظت و کفالت کے لیے کافی نہیں کہ ان کے اصنام و آلہہ اس کو خطرے میں ڈال دیں گے! جو بندہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ [2]

پ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"کہہ دو کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔" [3]

تفسیر:

فرمایا کہ ان نادانوں کو بتادو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، نہ اس کے سوا مجھے کسی کا ڈر ہے نہ اس کے سوا مجھے کسی سے امید ہے، میری ہر ضرورت کا وہی کفیل ہے۔ [4]

1۔ تدبر القرآن جلد۶، صفحہ ۵۹۰۔

2۔ تدبر القرآن جلد۶، صفحہ ۵۲۹۔

3۔ تدبر القرآن، جلد۶، صفحہ ۵۹۰۔

4۔ تدبر القرآن، جلد۶، صفحہ ۵۹۴۔

مودودی صاحب انہی آیات کے تراجم و تفاسیر میں لکھتے ہیں

پ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۶۲:

"اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لیے اللہ کافی ہے۔ وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی۔"

تفسیر:

یعنی بین الاقوامی معاملات میں تمہاری پالیسی بزدلانہ نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ خدا کے بھروسہ پر بہادرانہ اور دلیرانہ ہونی چاہیے۔ دشمن جب گفتگوئے مصالحت کی خواہش کرے، بے تکلف اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور صلح کے لیے ہاتھ بڑھانے سے اس بنا پر انکار نہ کرو کہ وہ نیک نیتی کیساتھ صلح نہیں کرنا چاہتا بلکہ غداری کا ارادہ رکھتا ہے۔ کسی کی نیت بہر حال یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی"[1]

پ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۶۴:

"اے نبی! تمہارے لیے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے"[2]

پ ۱۱، سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹:

"دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان

1۔ تفہیم القرآن، جلد دوم، صفحہ ۱۵۶۔

2۔ ترجمہ مع مختصر حواشی، صفحہ ۴۸۴: تفہیم القرآن جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۔

لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے، اب اگر یہ لوگ تم سے منہ پھیرتے ہیں تو اے نبی، ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ بس کرتا ہے، کوئی معبود نہیں مگر وہ، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔"[1]

مولوی نعیم دیوبندی جلالین کی شرح میں لکھتے ہیں

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۶۲:

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ اہل کتاب کے ساتھ یہ آیت خاص ہے کیونکہ بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

"اور اگر ان کا ارادہ یہ ہو کہ آپ کو دھوکہ دیں صلح کر کے آپ کے خلاف تیاری کرنے کے لیے تو اللہ کی ذات آپ کے لیے کافی بس ہے وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ آپ کو قوت بخشی۔"[2]

پارہ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۶۴:

اے نبی آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور آپ کے لیے بس ہیں وہ مومنین جو آپ کے پیچھے چلتے ہیں۔"[3]

سورۃ توبہ، آیت ۱۲۹:

"اس پر بھی اگر یہ لوگ آپ پر ایمان لانے سے سرتابی کریں تو ان سے کہہ دو میرے لیے اللہ کا سہارا کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔"

1۔ ترجمہ مع مختصر حواشی، صفحہ ۵۴۱ : تفہیم القرآن جلد ۲، صفحہ ۲۵۵۔

2۔ تفسیر کمالین شرح جلالین جلد ۲، صفحہ ۴۳۶، شارح مولوی نعیم دیوبندی۔

3۔ ایضاً۔

حاکم نے مستدرک میں ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ سب سے آخری آیتیں یہی دو ہیں۔[1]

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۶:

"کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے"

یعنی رسول اکرم ﷺ کے لیے ضرور کافی ہے یہ خطاب حضور ﷺ کو ہے

پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۳۸:

"آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے بس اللہ کافی ہے"[2]

معروف شاعر سیماب اکبر آبادی

وحی منظوم ترجمہ قرآن مرقوم مع معانی و مفہوم

(ناشر: سیماب اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء)

سورۃ توبہ آیات ۱۲۸۔۱۲۹ صفحہ ۳۳۱

لو گو تم میں سے تمہارے پاس آئے ہیں رسول دیکھ کر تکلیف میں تم کو، جو ہوتے ہیں ملول

ہے بھلائی کی تمہاری، حرص ان کو (بیکراں) اور ہیں ایمانداروں پر شفیق و مہرباں

(اور) اس پر بھی اگر یہ لوگ سرتابی کریں (اے پیمبر) ان سے یوں کہہ دو (کہ اپنی راہ لیں)

مجھ کو (تو دونوں جہاں میں) صرف کافی ہے خدا اور نہیں معبود کوئی دوسرا اُس کے سوا

میں بھروسہ اُس پہ کرتا ہوں (وہ خالق ہے میرا) مالک عرش عظیم (اور خالق ارض و سماء)

1۔ کمالین جلد ۳، صفحہ ۲۷۔

2۔ کمالین شرح جلالین جلد ۵، صفحہ ۴۳۹۔

سورۃ الانفال آیت ۶۲۔۶۴ صفحہ ۲۹۵

اور اگر ان کا ارادہ ہو کریں تم سے دغا تو تمہارے واسطے (صرف ایک) کافی ہے خدا

وہ خدا جس نے مسلمانوں سے قوت تم کو دی اور خود امداد سے اپنی (مدد بروقت کی)

اے نبی ہے (ہر طرح) کافی تمہیں اللہ ہی اور وہ مومن جو کرتے ہیں تمہاری پیروی

سورۃ الزمر، آیت ۳۶: صفحہ ۷۳۹

کیا خدا کافی نہیں ہے اپنے بندے کے لیے ماسوا اللہ سے ڈراتے ہیں تمہیں یہ (باؤلے)

قارئین محترم! سطورِ بالا میں متقدمین علماءِ تفاسیر کے علاوہ دیگر علماء کے تفسیری مضمون مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ، آپ نے ابھی منظوم ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ کی جانب سے کفایت، امداد و نصرت اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لیے ہے اور یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی اعزاز و شرف ہے۔ ہم اپنے موقف کی تائید میں سطورِ ذیل میں انہی آیات کے انگریزی تراجم بھی پیش خدمت کررہے ہیں۔

THE HOLY QUR-AN

(Text translation & Tafsir by "Agha Muhammad Yaqoob)

Vol. IV-الزمر، آیت ۳۶

Is not Allah enough for his Bondmen? and they frighten you of those beside him, and whomso Allah causes there is no guide for him.

(زمر ۳۸)

Say "Allah is enough for me. In Him do trust those who put their trust."

36--- This verse has exasperated the Meccan idol-worshippers.

38--- Accordingly He was enough for the prophet as his protector, and those who put their trust, do put it in him ......because He is the best trustee.

MARMA DUKE PICKTHALL

Al-Anfal, Ayat # 64:

O Prophet! Allah is Sufficient for thee and those who follow thee of believers (Page No:184)

Part # 10, Surah # 8, Al-Anfal, Ayat # 62:

And if they would decive thee, then lo! Allah is sufficient for thee. He it is who supporteth with his help and with the believers.(Page#184)

Part # 11, Surah # 9 ,Tauba, Ayat # 129:

Now if they turn away (O. Muhammad) Say: Allah sufficeth me. There is no God save Him. In Him have I put my trust, and He is Lord of the Tremendous Throne. (Page # 203)

Part # 24, Surah # 39, Ayat # 38:

Say: Allah is my all. In Him do (all) the trusting put their trust.

سورۃ الزمر، آیت ۳۶

"Will not Allah defend His Salve? Yet they would frighten thee with those beside Him" (Page # 455)

ہم اپنے باوقار قارئین سے بنظر انصاف یہ جاننا چاہیں گے کہ آپ نے قرآن مجید کے تراجم ملاحظہ فرمائے اور مختلف مفسرین کی تفاسیر کا مطالعہ کیا، کیا یہ نتیجہ سامنے نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے متذکرہ آیات میں صرف اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کیا ہے، ایک مقام، سورۃ الانفال آیت ۶۴ میں مومنوں کے لیے کفایت کا کلمہ استعمال ہوا ہے لیکن وہاں دو ترجمے اور دو تفاسیر ہمیں ملتی ہیں یعنی (۱) " اللہ اپنے محبوب ﷺ کے لیے کافی ہے اور مومنین بھی محبوب ﷺ کے لیے کافی ہیں " (۲) "اللہ اپنے محبوب ﷺ اور مومنوں کے لیے کافی ہے۔" اگر یہ دوسرا ترجمہ و تفسیر ہی کو ترجیح دی جائے تو بھی اس سے یہ کب ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے محبوب کو چھوڑ کر صرف اللہ..... اللہ ہی کرنے سے، اللہ مل جائے گا..... اللہ اپنا قرب عطا کردے گا..... نہیں..... نہیں..... ہرگز نہیں۔ دوسرے ترجمہ و تفسیر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عام بندوں میں ان کے لیے کافی ہے جو اس کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں اور جن کے گلے میں محمد عربی ﷺ کی غلامی کا قلاوہ (پٹا) نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ قدرت میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس آیتِ مقدسہ کے شانِ نزول کے بارے میں

مشہور روایت یہی ہے کہ جب آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے ثمرات ظاہر ہوئے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مکہ میں سالِ نبوت کے چھٹے برس اپنی عمر کے ۲۷ ویں سال مشرف با اسلام ہوئے۔ اس آیت کا مفہوم یوں ہے، "اے محبوب ﷺ! تمہیں اللہ بھی کافی ہے اور یہ عمر جو تمہارا مطلوب ہے آج تمہارا غلام ہو گیا ہے یہ بھی اور دوسرے تمہارے مومن غلام تمہیں کافی ہیں، اس مرد مومن کے ایمان کے بعد کفار کے مقابلے اور دین کی روز افزوں وسعت کے لیے اللہ اور مومنین تمہیں کفایت کرتے ہیں۔ اس آیت مقدسہ کے ترجمہ میں اکثر نے یہی مفہوم اختیار کیا ہے لیکن بعض مفسرین نے دوسرا معنی یہ بھی کیا ہے کہ اللہ تمہیں اور تمہارے پیروکاروں کو کافی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں معانی ٹھیک ہیں لیکن شانِ نزول کی روایت کے اعتبار سے پہلا مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، بعض نے اپنی بدعقیدگی کے اعتبار سے نہایت سخت اقوال بیان کیے ہیں، مثلاً ابن تیمیہ کہتا ہے، کہ جو یہ ترجمہ کرے "اے نبی ﷺ! تم کو اللہ بھی کافی ہے مومن بھی کافی ہیں" تو یہ عین شرک ہے، ابن تیمیہ کے اس عجیب و غریب فتویٰ کے باعث ایک دو مسلمان نہیں بلکہ پورا عالمِ اسلام (معاذاللہ) مشرک قرار پاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں خوردبین سے تلاش پر بھی اس دھرتی پر کوئی مسلمان نظر نہیں آئے گا، ابن تیمیہ کا فتویٰ باطل ہے۔ عالم اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ سب کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا مددگار ہے مگر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت پیارے مصطفی کریم ﷺ کے غلاموں پر ہے، اسی نے ہر مسلمان کو ایک دوسرے کا مددگار فرمایا ہے۔ "اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" (تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے)

قارئینِ کرام! گزشتہ آیت (سورۃ الانفال، آیت ۶۴) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لیے اپنی کفایت کے ساتھ ساتھ اتباع کرنے والوں یعنی محبوب ﷺ کے غلاموں کو بھی کافی فرمایا ہے۔ گویا اپنے لفظوں میں یہ مفہوم یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ، "وجۂ تخلیق کائنات، مخلوق کے سردار(سید الخلائق) کے لیے ان کا پیدا کرنے والا خالق ومالک مددگار وکافی ہے تو مخلوق میں جو نبی کریم ﷺ کے پیروکار و فرمانبردار بھی مددگار وکافی قرار پانے کا شرف رکھتے ہیں، کیا ہی عجیب و لطیف نکتہ ہے۔ "ایک ذات کے لیے خالق بھی کافی، مخلوق بھی کافی" جب کہ وہ ذات خالق کی محبوب ہے تو مخلوق میں بھی محبوب ہے، اور یہی محبوب ایک طرف اپنے خالق کے عرفان کا سبب ہے تو دوسری طرف وجود خلائق کا ذریعہ بھی ..... سبحان اللہ..... غور کرتے کرتے یہ مقام آگیا ہے جہاں یہ لکھے کہے بغیر انصاف نہ ہوگا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ عز اسمہٗ اپنے محبوب کا مالک ہے اسی لیے بحیثیت خالق ومالک اپنی شاہکار تخلیق اور نادر مِلک کی نگہبانی کا ذمہ اور حفاظت و صیانت کے وعدے کا اعلان فرمارہا ہے، اور اس وعدۂ الٰہی کے ظہور کے لیے اپنے محبوب کے غلاموں اور جانثاروں کی فوج تشکیل فرما کر نظام و سلطنتِ مصطفی ﷺ کے نفاذ اور وسعت کی خاطر انہیں (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کافی فرمادیا ہے۔ اپنے پڑھنے والوں کو دقیق و عمیق مسائل شریعت اور کلام معرفت و طریقت کی طویل بحثوں میں الجھائے بغیر راقم الحروف (سگِ درگاہِ غوث و رضا) بطورِ خلاصہ عرض کرتا ہے "مالک عزوجل اپنی مِلک ﷺ کے لیے اور غلام (یعنی امتی) اپنے مالک کے لیے کافی ہیں، جبکہ غلاموں کے لیے اپنے مالک و آقا ﷺ کے قدمینِ مبارک کی خاکِ پاک ہی کافی ہے۔"

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا پیشِ نظر معاملات میں کیارویہ ہوا کرتا تھا۔ درجہ ذیل آیتِ کریمہ پر غور کیجیے اور اس کے ذیل میں دیے گئے پیراگراف سے عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے تئیں خود ہی کوئی معیار و پیمانہ ترتیب دیجیے۔

پڑھنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ ○ [1]

(ترجمۂ کنزالایمان) نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

"اولیٰ" کے معانی میں اول "زیادہ مالک" دوم "اقرب" یعنی زیادہ سے زیادہ حقدار، مفہوم اس کا یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں پر بھی تصرف رکھتے ہیں، اور املاک (مال و اسباب) پر بھی اختیار رکھتے ہیں، جو خوش عقیدہ مسلمان اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک سمجھتے ہیں وہ اپنے صوابدیدی اختیار سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ آپ کے حکم پر ہی نہیں بلکہ اشارۂ ابروئے ناز پر بھی جان و مال قربان کر دینے کا جذبہ رکھتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ جنگ کی تیاریوں کے موقع پر جب میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم مال و اسباب ایثار کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں تو ایک سے بڑھ کر ایک صحابی، پروانہ وار (شمع بزم رسالت و ہدایت کی بارگاہ میں) دوڑے چلے آرہے ہیں۔ خالی ہاتھ نہیں بلکہ نقد..... دینار و درہم کے ساتھ..... گھوڑوں اور آلات حرب کے ساتھ..... غذائی اجناس و لباس کیساتھ..... سفری سامان اور گھر کے برتنوں کے ساتھ ..... خواتین، بچے اور

1۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ٦۔

ضعیف سب اس والہانہ جذبہ سے سرشار نظر آتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے کریم آقا ﷺ کے قدموں میں سامان کا انبار لگا رہا ہے ہر ایک صحابی نے استطاعت سے زیادہ نذرانہ پیش کر دیا ہے، سفر جہاد پر جانا ہے اس لیے بچوں کے لیے بھی کچھ سامانِ رسد و خوراک گھر میں چھوڑنا ضروری ہے اور اس امر کا شرعی طور پر ہر مسلمان مکلف ہے لیکن جان و مال کے مالک پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک غلام ایسے بھی ہیں جو آیت مقدسہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" پر کما حقہٗ..... بدرجۂ کمال و تمام عمل کر رہے ہیں، گھر میں اپنے اہل خانہ کی مدد سے تمام سامان گٹھریوں میں باندھ لیا ہے، تمام غلہ (کھانے کا سامان) تمام کپڑے، چادریں، برتن، تلواریں، سواری کے جانور دیگر گھریلو استعمال کی اشیاء سب کچھ لے کر بلکہ اپنی ظاہری اسباب کی کائنات لے کر آقائے کائنات کے دربار گُہر بار میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، سرکار مدنی تاجدار ﷺ ہر غلام کو شرف باریابی اور شرفِ کلام عطا فرماتے ہیں اور مژدۂ مغفرت و جنت عطا فرماتے ہیں۔ اپنے اس غلام سے بھی سوال فرماتے ہیں "ابو بکر کیا کچھ لے آئے" عرض کیا: آقا ﷺ اہل خانہ کے جسموں پر لباس چھوڑ کر جو دستیاب تھا وہ حاضر خدمت ہے، قبول فرمائیں، "ابو بکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟" عرض کیا! میرے آقا! " اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات ہی میرے اہلِ خانہ کے لیے کافی ہے۔"

اس جملے کو بار بار پڑھیے، کیا والہانہ اظہار محبت ہے؟ کیا معیار استقامت و عزیمت ہے؟ آقا رحمۃ اللعالمین محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیسا ایمان افروز اور حسین و دلکش جواب عرض کیا؟ کہ جس سے درج ذیل نتائج حاصل ہوئے:

۱۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عقیدہ کا اظہار کیا۔
۲۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا ادب سے جواب عرض کیا۔
۳۔ رشتۂ غلامی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرنا۔
۴۔ اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو غالب و مقدم رکھنا۔
۵۔ آقا کی محبت کے غلبہ سے اہل خانہ کی محبت کو مغلوب کرنا اور ثانوی درجہ دینا۔
۶۔ عشق میں ایثار کے لیے مقدار کا تعین نہ کرنا۔
۷۔ قیامت تک غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقائد کو راہنما اصول دے دیئے۔

ایمان اور عقیدہ کے تحفظ کے لیے ایک آیت مقدسہ اور اس کا شان نزول ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝[1]

ترجمہ:

"اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے، اور جو حکم نہ مانے اللہ اور رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا" (کنزالایمان)۔

یہ آیت حضرت زینب بنتِ جحش، حضرت عبداللہ ابن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صاحبہ) کے حق میں نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کے لیے

1۔ پارہ ۲۲، سورۃ احزاب، آیت ۳۶۔

حضرت زینب بنت جحش کو پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ میں ان سے نکاح نہیں کروں گی اور یہی بات ان کی والدہ اور بھائی نے بھی کہی، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، بس پھر کیا تھا حضرت زینب نے جواب دیا اب مجھے انکار کی مجال نہیں میں اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتی میں نے اپنے نفس کو ان کے حوالہ کیا۔ [1]

ایک دوسری روایت یوں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی کا جلیبیب سے رشتہ طے کردیں انصاری نے عرض کیا کہ لڑکی کی ماں سے مشورہ کے بعد بتاؤں گا چنانچہ انصاری صحابی اپنی کے پاس گیا اور اسے حضور ﷺ کی خواہش کے بارے میں بتایا، وہ کہنے لگی کہ کیا ہماری بیٹی کے لیے جلیبیب ہی رہ گیا ہے؟ ہم تو بڑے بڑے فلاں فلاں کے رشتہ طلب کرنے پر انکار کرچکے ہیں۔ انصاری صحابی بیوی کا جواب لے کر رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جانے لگے تو پردے کی اُوٹ سے ساری بات سننے کے بعد بیٹی بولی کہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں؟ اگر حضور ﷺ کی یہی خواہش ہے تو میری بھی یہی خواہش ہے آپ اس رشتہ کو قبول کرلیں اور مجھے حضور ﷺ کے سپرد کردیں۔ حضور ﷺ مجھے ضائع نہیں ہونے دینگے۔ چنانچہ اس انصاری لڑکی کا نکاح حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہٗ سے کردیا گیا، حضرت ثابت رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ اس انصاریہ خاتون سے بڑھ کر کوئی عورت شاہ خرچ نہ تھی جس نے حضور ﷺ کے حکم کو بلا تامل قبول کرتے ہوئے خود کو حضرت جلیبیب کی زوجیت میں دے دیا۔ حضور ﷺ نے اس سعادت مند خاتون کے لیے یہ دعا کی تھی: "اے اللہ! اس پر اپنی رحمتوں کی بارش برسا اور اس کی زندگی مشکلات

1۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲۲، صفحہ ۱۱؛ ابن کثیر۔

سے محفوظ رکھ"۔ حافظ ابو عمر بن عبد البر استیعاب میں ذکر کرتے ہیں کہ جب اس لڑکی نے اپنے والدین سے کہا تھا کہ "کیا حضور ﷺ کے فرمان کو رد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو،؟" اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

عبد الرحمن بن زید بن اسلم تیسری روایت نقل کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کرنے والی واحد خاتون حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے اپنا نفس سرکار کو ہبہ کر دیا اور حضور ﷺ نے انکا عقد حضرت زید سے کیا۔[2]

آپ نے ملاحظہ فرمایا! کہ اصحابِ رسول ﷺ کس طرح اپنے ایمان اور عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام ہمیشہ اپنے محاورات میں اس طرح گفتگو کرتے تھے۔

- ان شاء اللہ والرسول ﷺ..... (اللہ اور رسول ﷺ چاہیں)
- انا اتوب الی اللہ والی الرسول ﷺ..... (میں نے توبہ کی اللہ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں)
- واللہ ورسولہٗ اعلم..... (اللہ اور رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں)

چند دیگر آیاتِ مقدسہ کے مطالعے سے اور زیادہ مفہوم واضح ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ○[3]

1۔ تفسیر در منثور، جلد۶، صفحہ ۶۱۰؛ صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل؛ مسند امام احمد، جلد۴، صفحہ ۴۲۲۔

2۔ تفسیر در منثور، جلد۶، صفحہ ۶۱۰؛ تفسیر طبری، جلد ۲۲، صفحہ ۱۲۔

3۔ پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳۔

ترجمہ:

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیتِ مقدسہ میں تمام مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی غلامی میں دینے کا خود اعلان فرمادیا ہے۔

اور درجِ ذیل آیت میں اللہ اور رسول ﷺ کی جانب سے مسلمانوں کو نعمتیں دینے کا اعلان ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۝[1]

ترجمہ:

اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنزالایمان)

درجِ ذیل آیت لمحۂ فکریہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کو جدا نہ کیا جائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝[2]

1۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷۴۔

2۔ پارہ ٦، سورۃ النّساء، آیت ۱۵۰ تا ۱۵۲۔

ترجمہ:

وہ جو اللہ اور رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر۔ اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ اُن کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۝[1]

ترجمہ:

اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۝[2]

ترجمہ:

تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔ (کنزالایمان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۝[3]

1۔ پ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳۔

2۔ پارہ ۱۳، سورۃ الیوسف، آیت ۱۰۸۔

3۔ پارہ ۵، سورۃ النّساء، آیت ۵۹۔

ترجمہ:

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ (کنزالایمان)

وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ○ [1]

ترجمہ:

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا۔ (کنزالایمان)

وَلَوۡ اَنَّہُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ ۙ وَقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ سَیُؤۡتِیۡنَا اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ وَرَسُوۡلُہٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوۡنَ○ [2]

ترجمہ:

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (کنزالایمان)

وَاللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَحَقُّ اَنۡ یُّرۡضُوۡہُ○ [3]

ترجمہ:

اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔ (کنزالایمان)

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ اِنۡ کُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتَھَا فَتَعَالَیۡنَ اُمَتِّعۡکُنَّ وَاُسَرِّحۡکُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا○ وَاِنۡ کُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ

1۔ پ۵، النّساء، آیت ۱۰۰۔

2۔ پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۵۹۔

3۔ پارہ ۱۰، التوبہ، آیت ۶۲۔

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ [1]

ترجمہ:

اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔(کنزالایمان)

يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝ [2]

ترجمہ:

تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔(کنزالایمان)

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ [3]

ترجمہ:

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔(کنزالایمان)

1۔ پ۲۱، الاحزاب، آیۃ ۲۸-۳۹۔

2۔ پارہ ۲۲، الاحزاب، آیۃ ۷۱۔

3۔ پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹۔

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ۝ وَ اُمِرۡتُ لِاَنۡ اَکُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝[1]

ترجمہ:

تم فرماؤ مجھے حکم ہے کہ اللہ کو پوجوں، نرا اس کا بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں۔ (کنزالایمان)

اپنی تالیف کے اختتام پر ذیل میں ہم چند احادیث نقل کر رہے ہیں جن کا مطالعہ یہ ثابت کرے گا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک کے فیوضات وبرکات کس طرح اشیائے خورد ونوش کو بھی کفایت کرتے ہیں۔

اَحادیث مبارکہ..... اَحادیث مبارکہ..... اَحادیث مبارکہ

بخاری و مسلم و غیرہما محدثین نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خندق کھودنے کے وقت اس حالت میں دیکھا کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے تو میں ایک تھیلا لے آیا جس میں ایک صاع جو تھے نیز بکری کا ایک بچہ (ذبح کر کے اور بھون کے) حاضر خدمت کیا۔ ایک اور روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان نکل آئی جو بہت سخت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ایک بہت سخت چٹان نکل آئی ہے، فرمایا "میں خندق میں اترتا ہوں" پھر آپ کھڑے

1۔ پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۱۱، ۱۲۔

ہوئے اس وقت آپ کے شکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا کیونکہ تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور ﷺ نے کدال دست اقدس میں لی اور اس چٹان پر ماری وہ ٹوٹ کر ریت کے بکھرے ہوئے ٹیلے کی مانند ہو گئی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تو آپ نے اجازت عطا فرمادی۔ میں نے (گھر پہنچ کر) اپنی بیوی سے کہا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں برداشت نہ کر سکا۔ تمہارے پاس کھانے کو کچھ موجود ہے اس نے جواب دیا میرے پاس جو اور ایک بکری کا بچہ ہے، پس میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کا آٹا گوندھا یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا، میری بیوی نے مجھ سے کہا: کہ کھانا تھوڑا ہونے کی وجہ سے مجھے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا، چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کرتے ہوئے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ہم نے بکری کا بچہ ذبح کر کے پکایا ہے نیز ایک صاع جو ہیں، لہٰذا آپ اپنے ساتھ صرف چند صحابہ کرام لائیں۔ آپ نے فرمایا: (فکر نہ کرو) یہی کھانا بہت ہے بس اپنی بیوی سے جاکر کہہ دو کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی نہ اتارے نہ تنور سے روٹیاں نکالے، پھر آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے دعوت کا اہتمام کیا ہے ان کے ہاں کھانے کے لیے جلدی چلو، چنانچہ مہاجرین و انصار اٹھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ جابر کہتے ہیں مجھے انتہائی شرمندگی ہونے لگی۔ میں نے کہا: اتنی مخلوق کے لیے ایک صاع کھانا اور بکری کے بچے کا گوشت؟ اپنی بیوی کے پاس آکر کہنے لگا بڑی رسوائی ہوگی رسول اللہ ﷺ تو ساری فوج لے آئے ہیں۔ بیوی نے پوچھا:

کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کھانے کی مقدار پوچھی تھی، میں نے کہا: ''ہاں'' کہنے لگی اللہ عزوجل اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، ہم نے تو سب کچھ بتادیا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے جھگڑا کیا کہ آپ کو سارے حالات کا پتہ ہے جب انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سارے حالات سے آگاہ کردیا ہے تو اس کی پریشانی ختم ہوگئی، اس نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ صورت حال سے بخوبی آگاہ ہیں (کیونکہ وہ جانتی تھی کہ معجزہ کا امکان موجود ہے۔(یہ بات زوجہ جابر، جس کا نام سہیلہ بنت معوذ تھا، کے کمالِ فضل اور وفور عقل پر دلالت کرتی ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے آنے سے پہلے ہانڈی نیچے نہ اتارنا اور آٹے کی روٹیاں نہ بنانا چنانچہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی معیت میں تشریف لے آئے۔ زوجہ جابر رضی اللہ عنہما نے آٹا پیش کیا تو حضور انور ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر آپ ہانڈی کی طرف تشریف لے گئے اور اس میں بھی لعاب دہن ڈال کر دعائے برکت فرمائی، پھر فرمایا: جابر! روٹی پکانے والی کوئی اور عورت بھی بلالو جو تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹی پکائے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: اے زوجہ جابر! تم چولہے کے اوپر ہی ہانڈی سے سالن نکالتی جاؤ اسے نیچے نہ اتارنا۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی تعداد ایک ہزار تھی دس، دس کی ٹولیوں میں کھانے کے لیے بٹھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر بیان کیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جی بھر کر کھایا پھر رخصت ہوئے مگر ہماری ہانڈی ابھی تک سالن سے بھرپور تھی، جس طرح کھانے سے پہلے تھی۔ اس طرح آٹے میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو کھانے کی اجازت دی اور فرمایا کہ اسے لوگوں میں بھی تقسیم کرو کیونکہ وہ بھوکے ہیں، پس ہم نے خود بھی کھانا کھایا اور ہمسایوں کو بھی بھجوایا، جب نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو کھانا بھی ختم ہو گیا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہم رکاب ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے۔ دوران سفر خوراک کی قلت سے دوچار ہوئے جس کی وجہ سے ہم نے سواری کا اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اپنا زادہ راہ اکٹھا کرکے دستر خوان بچھا دیں۔ پس سارا زادِ راہ دستر خوان پر جمع ہو گیا تو میں نے اندازہ کرنے کے لیے گردن دراز کی پس وہ توشہ اتنا تھا جتنا بھیڑ کا بچہ جگہ گھیرتا ہے۔ ہماری تعداد "چودہ سو" تھی پس ہم نے سیر ہو کر کھایا پھر بقیہ کھانے سے ہم نے اپنے توشہ دان بھر لیے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وضو کا پانی ہے؟ تو ایک شخص اپنی چھاگل لے آیا، اس میں تھوڑا پانی تھا۔ جسے آپ ﷺ نے ایک بڑے برتن میں ڈالا اور ہم سب نے اس سے وضو کیا اور پانی کا آزادانہ استعمال کیا (یعنی وہ تھوڑا سا پانی چودہ سو افراد کو کافی ہو رہا)

غزوہ تبوک میں کثرِ تطعام کا واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگ بھوک سے نڈھال ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کرکے کھائیں اور ان سے چربی حاصل

1۔ البدایہ والنہایہ؛ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۹۶۹ تا ۹۷۰۔

کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گی لیکن اگر آپ ان کے باقی ماندہ توشے منگولیں اور اللہ تعالیٰ سے ان میں برکت کی دعا کریں تو امید ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور ایک چرمی دستر خوان منگوایا اور اسے بچھا کر لوگوں کے فاضل توشے طلب فرمائے۔ چنانچہ لوگ اپنے فاضل توشے لانے لگے کوئی مٹھی بھر مکئی لا رہا تھا..... کوئی مٹھی بھر کھجوریں لا رہا تھا..... کسی نے روٹی کا ٹکڑا پیش کیا۔ یوں رفتہ رفتہ دستر خوان پر کچھ طعام جمع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعائے برکت کرنے کے بعد اعلان فرمایا: کہ اپنے برتن لے آؤ اور بھر لو۔ پس سب نے برتن بھر لیے اور لشکر میں موجود کوئی برتن خالی نہ رہا نیز لوگوں نے جی بھر کر کھالیا اور اس کے بعد دستر خوانپر طعام بچ بھی رہا۔ اس کثرتِ طعام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں اور جو شخص توحید و رسالت کے کامل یقین کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گا اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکے گی۔"[1]

اس حدیث کو ابن سعد اور حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عمرہ انصاری سے اور ابن راہویہ، ابو یعلی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حدیث کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے وہاں ہمیں شدید بھوک لگی تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ہمارے مقابلے

1۔ مسلم شریف۔

میں اہل روم شکم سیر آئے ہیں جبکہ ہم بھوکے ہیں۔ اسی دوران انصار نے اپنے اونٹ ذبح کرنے کا پروگرام بنایا تو حضور ﷺ نے اعلان فرمایا جن کے پاس بچاہوا کھانا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے، چنانچہ صحابہ کرام نے جس قدر کھانا اکٹھا کیا ہم نے اندازہ کیا تو وہ ستائیس صاع بنا۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف فرما ہوئے اور دعائے برکت کی۔ بعد ازاں فرمایا: لوگو! حسب ضرورت لے جاؤ اور چھینا جھپٹی نہ کرو، چنانچہ لوگوں نے اپنے توشہ دان اور تھیلے بھر لیے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی قمیصوں کو گرہ لگا کر اس میں بھی کھانا لے لیا اور پھر اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے، اس قدر تقسیم کے باوجود جمع شدہ ذخیرے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

نبی کریم ﷺ نے اس پیغمبرانہ برکت کے آثار دیکھ کر فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں اور جو بندہ توحید و رسالت پر کامل یقین کے ساتھ آئے گا، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی تپش سے محفوظ رکھے گا۔"[1]

سات کھجوروں میں برکت:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تبوک میں تھا۔ ایک رات نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: "کچھ کھانے کے لیے ہے؟" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم تو اپنے توشہ دان جھاڑ چکے ہیں، فرمایا: "دیکھ لو، شاید کچھ مل جائے۔" پس انہوں

1۔ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳۔

نے توشہ دان لے کر ایک ایک توشہ دان جھاڑنا شروع کیا جن سے ایک ایک دو دو کھجوریں نیچے گریں، یہاں تک کہ میں نے ان کے ہاتھ میں سات کھجوریں دیکھیں، پھر آپ ﷺ نے ایک طباق منگوا کر یہ کھجوریں اس پر ڈال دیں اور اپنا دست اقدس ان کھجوروں کے اوپر رکھ دیا، فرمایا: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ" پس ہم تینوں نے کھجوریں کھائیں، میں نے گنیں تو چون ۵۴ کھجوریں میرے حصے میں آئیں جن کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں، میرے دونوں ساتھی بھی یہی کچھ کر رہے تھے یہاں تک کہ ہم ان سے سیر ہوگئے اور اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ ساتوں کھجوریں ویسے ہی پڑی تھیں ان میں کمی نہ آئی حضور ﷺ نے فرمایا: "اے بلال! ان کھجوروں کو اٹھالو ان میں سے جو کوئی کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔"

جب دوسرا دن آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ کھجوریں لے آئیں۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان پر رکھا پھر فرمایا: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ" چنانچہ ہم دس آدمیوں نے انہیں جی بھر کر کھایا پھر ہم دستکش ہوگئے مگر ان کھجوروں میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنے پروردگار سے حیاء نہ آتی تو ہم ان کھجوروں کو کھاتے رہتے تا آنکہ ہمارا آخری آدمی بھی لوٹ کر مدینہ شریف آجاتا، بعد ازاں آپ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا فرما دیں جو انہیں چباتا ہوا چلا گیا۔[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جام شیر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ بعض اوقات میں بھوک کی شدت سے زمین پر پیٹ لگا کر

1۔ واقدی، ابو نعیم، ابن عساکر؛ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۹۷۴۔

لیٹ جاتا تھا اور کبھی پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ لیتا تھا، ایک دن بھوک سے بیتاب ہو کر میں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہ کے راستہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی مقصد یہ تھا کہ اپنی حالت زار کی طرف توجہ دلاؤں وہ گزر گئے اور کچھ توجہ نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے ان سے بھی اسی غرض سے ایک آیت پوچھی کہ مجھے ساتھ لے جاکر کھانا کھلائیں مگر انہوں نے بھی بے التفاتی کی اور چلے گئے، بعد ازاں نبی اکرم ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا، میری حالت دیکھ کر آپ ﷺ میرے ارادے سے آگاہ ہو گئے اور مسکرا کر فرمایا: ”ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا، ”لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ“، فرمایا: ”میرے ساتھ چلو“ تو میں ساتھ ہو لیا۔ آپ کاشانۂ اقدس میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اذنِ باریابی عطا فرمایا۔ پھر ایک دودھ کے پیالے پر نظر پڑی دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو اہل خانہ نے بتایا فلاں آدمی یا فلاں عورت نے بطور ہدیہ پیش کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے ابا ہریرہ! میں نے عرض کیا ”لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ“ حکم دیا۔ اہل صفہ کو بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کے رہنے کی جگہ تھی نہ کھانے کا ٹھکانہ، بس مسجد میں پڑے رہتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ کا مال آتا تو ان کے پاس بھجوا دیتے خود نہ لیتے تھے مگر جب کوئی ہدیہ لاتا تو اس میں سے کچھ خود رکھ لیتے کچھ انہیں بھیج دیتے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ کو بلانے سے دل پر گرانی سی محسوس ہوئی، دل میں کہا کہ اہل صفہ کو یہ تھوڑا سا دودھ کیا کفایت کرے گا۔ میں ہی پی لیتا تو گزارا ہو جاتا اور کچھ طاقت سی آجاتی مگر رسول

اللہ ﷺ کا حکم تھا۔ اہل صفہ کو بلالیا۔ وہ آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "اے ابا ہریرہ! ان لوگوں کو دودھ پلاؤ، پس میں نے سب کو باری باری پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے، فرمایا: "اب صرف ہم اور تم باقی بچے ہیں آؤ بیٹھو اور پینا شروع کرو" پس میں نے سیر ہوکر پیا، پھر آپ بار بار اصرار فرماتے رہے، پیو، پیو، میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اب قطعًا کوئی گنجائش نہیں، پھر پیالہ حضور اقدس ﷺ کو پیش کردیا تو آپ نے اللہ کا شکر بجالاتے ہوئے اسے نوش فرمایا۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان فرماتے ہیں کہ زمانہ اسلام میں مجھ پر تین مصیبتیں ایسی پڑی ہیں کہ ان جیسی اور کوئی مصیبت نہیں آئی، (پہلی) نبی اکرم ﷺ کی رحلت، (دوسری) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت (اور تیسری) میرے توشہ دان کا جاتے رہنا، لوگوں نے پوچھا: کیسا توشہ دان؟ انہوں نے جواب دیا ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ہم رکاب تھے، لشکر کا سامان رسد ختم ہوگیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "ابوہریرہ! کچھ تمہارے پاس ہے؟" میں نے عرض کیا "کچھ کھجوریں ہیں" فرمایا: "وہ لے آؤ، میں لے آیا تو آپ ﷺ نے ان کو دستر خوان پر پھیلا دیا، ان کی تعداد اکیس تھی، آپ ایک ایک کھجور لے کر اس پر اللہ کا نام لیتے جاتے تھے اور انہیں رکھتے جاتے تھے، پھر ان سب کو ملا دیا بعد ازاں حکم دیا کہ دس دس آدمی آکر شریک ہوں، چنانچہ اس طرح لوگ آتے گئے یوں پورا لشکر سیر ہوگیا اور کچھ کھجوریں بچ بھی گئیں، میں

1۔ بخاری، جلد ۲، صفحہ ۹۵۶؛ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۹۹۶ تا ۹۹۷۔

نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ان پر برکت کی دعا فرمایئے، آپ نے دعا کی، پھر میں نے ان کو اپنے توشہ دان میں ڈال لیا ان کی برکت یہ تھی کہ جب میں ہاتھ ڈالتا تھا، کھجوریں نکل آتی تھیں، اس برکت کا اندازہ لگایئے کہ پچاس وسق تو میں نے اس میں سے راہ خدا میں خیرات کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک میں اس میں سے کھاتا رہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہنگامۂ شہادت میں میری دیگر اشیائے خانہ کے ساتھ یہ توشہ دان بھی جاتا رہا، سن لو! میں نے دو سو وسق سے زیادہ اس میں سے کھائیں۔ [1]

نوٹ: یہ واضح رہے کہ ایک وسق کی مقدار، ایک اونٹ پر جتنا سامان لادا جائے، یا ایک کھجور کے درخت کی کل کھجوریں، یا ایک بڑا بورا یا بوری، جتنی ہوتی ہے۔

انگشتان رسول ﷺ سے پانی کا جاری ہونا:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قِصَّةُ نَبۡعِ الۡمَاءِ مِنۡ بَيۡنَ اَصَا بِعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَدۡ تَكَرَّرَتۡ فِيۡ عِدَّةِ مَوَاطِنَ فِيۡ مَشَاهِدٍ عَظِيۡمَةٍ وَ وَرَدَتۡ مِنۡ طُرُقٍ كَثِيۡرَةٍ يُّفِيۡدُ مَجۡمُوۡعُهَا الۡعِلۡمُ الۡقَطۡعِيُّ الۡمُسۡتَفَادُ مِنَ الۡمُتَوَاتِرِ الۡمَعۡنَوِيِّ۔

نبی اکرم ﷺ کی انگشتان مبارک سے پانی کے پھوٹ پڑنے کا معجزہ متعدد مقامات پر بڑے بڑے عظیم اجتماعات کے سامنے کئی بار رونما ہوا اور متعدد طریق سے منقول ہوا، یہ تمام روایات مل کر علم قطعی کا فائدہ دیتے ہیں جس طرح کہ متواترِ معنوی سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

1۔ احمد، ترمذی، ابن سعد، بیہقی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس قسم کا معجزہ نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور پیغمبر سے مسموع (ثابت) نہیں کیونکہ یہ پانی آپ ﷺ کی ہڈیوں، پٹھوں، گوشت اور خون کے درمیان سے جاری ہوا۔

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا پتھر سے پانی پھوٹ پڑنے سے عجیب تر اور بڑا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کی ضرب سے جاری ہوا تھا کیونکہ چٹان سے پانی رواں ہونا امر عادی ہے، جبکہ گوشت اور خون کے درمیان سے پانی نکلنا خلاف عادت اور معجزانہ فعل ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے کثیر مقامات پر پانی جاری ہونے کے معجزہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ٬ حضرت جابر رضی اللہ عنہ٬، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ٬، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ٬، ابو یعلی رضی اللہ عنہ٬، ابورافع رضی اللہ عنہ٬ اور زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ٬ شامل ہیں۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا بہنا، دیکھنے والے کی نسبت سے تھا حالانکہ حقیقت میں یہ اس برکت کا مظہر تھا جو نبی اکرم ﷺ کے برتن میں دست مبارک ڈالنے سے ظاہر ہوئی تھی اور پانی میں اضافہ ہو گیا تھا اور دیکھنے والے نے یہ سمجھا کہ یہ پانی نبی اکرم ﷺ کی انگشتان مبارک سے نکل رہا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں جس نکتۂ نگاہ کی تصریح کی ہے، اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ٬ کے ارشاد سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں۔

” میں نے نبی اکرم ﷺ کی انگشتان مبارک سے پانی پھوٹتے ہوئے دیکھا۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے آپ نے پیشن گوئی فرمائی، ان شاء اللہ تم لوگ کل صبح تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اس وقت سورج نکل آیا ہو گا۔ پس جو آدمی وہاں پہلے پہنچے تو وہ پانی میں ہاتھ نہ ڈالے۔ آپ جب تشریف لائے تو وہ چشمہ جوتے کے تسمے کی مانند تھوڑا تھوڑا رس رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی اکٹھا کیا پھر اس سے منہ ہاتھ دھو کر اسے دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمے کا پانی زور سے بہنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جی بھر کر پیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے معاذ! اگر تم نے عمر دراز پائی تو دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغات سے بھرپور ہو گا۔[1]

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم جب تبوک کے چشمے پر پہنچے تو ہم سے پہلے دو آدمی چشمے پر پہنچ چکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم نے پانی کو مس کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سخت سست کہا، بعد ازاں صحابہ کرام نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا اور ایک مشکیزے میں ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ ہاتھ دھویا اور اس پانی کو دوبارہ چشمے میں ڈال دیا جس کی وجہ سے چشمہ موجزن ہو گیا۔

ابن عبد البر اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض محدثین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم نے اس مقام کا مشاہدہ کیا ہے اور اس چشمے کے آس پاس سرسبز و شاداب باغات دیکھے ہیں۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ چشمے کا پانی پھوٹنے سے اس طرح شور ہوا جیسے بجلیاں کڑکتی ہیں۔

1۔ مسلم شریف؛ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۱۰۰۹۔

واقدی اور ابو نعیم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ تبوک کی فوجی مہم میں حضور ﷺ کے ہمراہ جارہے تھے کہ پیاس کا غلبہ ہوا قریب تھا کہ لوگ، گھوڑے اور اونٹ شدت پیاس سے دم توڑ دیتے۔ حضور ﷺ نے ایک مشکیزہ جس میں کچھ پانی تھا طلب فرمایا، آپ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تو آپ کی انگشتان مبارک سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا تو لوگوں نے اسے جی بھر کر پیا، یہاں تک کہ ان کے گھوڑے اور اونٹ بھی سیراب ہوگئے۔ اس وقت صحابہ کرام کی اس فوج کے پاس بارہ ہزار اونٹ بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار مجاہد تھے۔[1]

مقام حدیبیہ پر پانی میں برکت کا ظہور:

یہ روایت بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو سخت پیاس لگی۔ نبی اکرم ﷺ کے سامنے چمڑے کے برتن میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پانی لے کر وضو کیا تو لوگ آپ ﷺ کی طرف تیزی سے لپکے۔ آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، ہمارے پاس نہ وضو کے لیے پانی ہے نہ پینے کے لیے بس یہی ہے جو اس برتن میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا، پھر کیا تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح ابلنے لگا۔ جسے ہم نے جی بھر کر پیا اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: کہ آپ اس وقت کتنے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس روز ہم پندرہ سو آدمی تھے لیکن اگر ہم اس روز ایک لاکھ بھی ہوتے تو یہ پانی سب کے لیے کافی ہو رہتا۔[2]

1۔ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۱۰۰۹۔

2۔ بخاری شریف؛ حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱۔

اختتامیہ

محترم قارئین کرام! صفحہ ہائے گذشتہ میں ہم نے قرآن مجید فرقان حمید، تفاسیر سلف صالحین، احادیث کریمہ اور خود مخالفین کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ "کس کے لیے اللہ کافی ہے؟"۔ منافقین نے اپنے مکر و فریب سے سادہ لوح سنی مسلمانوں کے ذہنوں پر گرد و غبار کی جو چادر تان رکھی تھی ان آیات بینات نے مثل تار عنکبوت اس کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلك

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں التجا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ و الثناء کے صدقے و طفیل ہم سب مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں بے دینوں کے شر سے اور ان کے غلط عقائد و نظریات کے دام فریب سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم۔